إنّ من الشعر لحكمة وإنّ من البيان لسحرا
تعویذ جادو و طلسم اعجاز دیوان دوم بلبل ہندوستان استاد جہان حضرت داغ دہلوی
۱۳۰۳
آفتاب داغ
در مطبع [illegible] واقع لکھنؤ محلہ سبحان نگر طبع گردید

شعر	کونین جسکے ناز سے چکرا رہے ہین داغ مین ہون نیاز مند وہی بے نیاز کا	۱۲

تو جو اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا
شب معراج یہ کہتے تھے فرشتے باہم
اے شہنشاہ رسل فخر رسل ختم رسل
حشر مین امت عاصی کا ٹھکانا ہی نتھا
حسن یوسف مین ترا نور تھا اے نور خدا
تھا سبھی پیش نظر معرکۂ کرب و بلا
فخر آدم کو نہ ہوتا جو فرشتہ ہوتا

یا نبی خوب ہوا خوب ہوا خوب ہوا
سخن طالب و مطلوب ہوا خوب ہوا
خوب سے خوب خوش اسلوب ہوا خوب ہوا
بخشوانا تجھے مرغوب ہوا خوب ہوا
چارۂ دیدۂ یعقوب ہوا خوب ہوا
صبر مین ثانی ایوب ہوا خوب ہوا
بنی آدم سے جو منسوب ہوا خوب ہوا

شعر ۱۳	داغ ہے روز قیامت مری شرم اسکے ہاتھ مین گنا ہون سے جو محجوب ہوا خوب ہوا	۳

عیب نکلا جو ہنر پیدا کیا
جس نے مضمون لکر پیدا کیا
کھو کے دیتا ہے مجھے دنیا سے وہ
اہل جنت کو بھی آیا اوس سے رشک
اے زہے صبر [illegible] والم
آسمان تو آسمان [illegible]
داغ کیا [illegible]
شرم ہو پیدا [illegible] اوسکے ہاتھ
عشق نے کیا کیا دکھائے شعبدے
چٹکیاں لینے لگا کچھ دلمین درد

ہنسنے کھویا جس قدر پیدا کیا
اس نے نا پیدا مگر پیدا کیا
جس کو مین نے ڈھونڈھ کر پیدا کیا
جس کسی نے دلمین گھر پیدا کیا
ہم نے جس کو عمر بھر پیدا کیا
نام تو نے فتنہ گر پیدا کیا
تم نے میرا سا [illegible] پیدا کیا
جس نے تجھ کو بے ہنر پیدا کیا
دل ادھر کھویا ادھر پیدا کیا
عشق نے کم کم اثر پیدا کیا

بے مانگے درد عشق و غم جان گزا دیا
سب کچھ ہمارے پاس ہے اللہ کا دیا

ناوک ابھی ہے شست مین صیاد کے مگر
اوٹھتی ہین اونگلیان وہ نشانہ اڑا دیا

رکھتے ہین لیسے چاہ کو تو غیر بھی عزیز
یوسف کو بھائیون نے کنوئین مین گرا دیا

ملتا ہے بخت دل مجھے سرکار عشق سے
اچھی جگہہ نصیب نے ٹکڑا لگا دیا

صرف بناے میکدہ ہے شیخ کچھ نہ پوچھ
اکثر اک اینٹ کے لیے مسجد کو ڈھا دیا

ملتے ہین ترے چاہنے والے ہین تیرے ڈھنگ
جو کچھ پہ مٹ گیا مجھے اوسنے مٹا دیا

مضمون شوق چھپ سکا اسکو کیا کرون
گو مین نے خط رقیب کے خط مین ملا دیا

دنیا مین اک یہی ہے زیارت گہ جنون
خانہ خرابیون نے مرا گھر بنا دیا

لب خشک ہو رہے ہین کہ دست سخن ہین
لو سچ کہو کر قول رقیبون کو کیا دیا

تیر فراق داغ تمنا و رشک غیر
دل ہو جگر ہو کھاتے ہین سب آپکا دیا

پیکان یار سینے سے کیونکر نکال دون
یہ بھی خدا کی دین کہ دل دوسرا دیا

تا حشر منکرین قیامت نہ مانتے
تجھ کو بنا کے اوسکا نمونہ دکھا دیا

۱۱

جئین گے خوب اوس بت ناآشنا سے داغ
گر ایکبار اور خدا نے ملا دیا

شعر ۱۷

رنگا رنگی نے مجھے کیا مزا دیا
سینے پہ چڑھ کی اوسنے خم مے پلا دیا

ہر اک کو مستفاد دل مبتلا دیا
یون ہم نے اک زمانے کو عاشق بنا دیا

جو کچھ ہوا تو دل مجھے ای بیوفا دیا
تقدیر نے بگاڑ دیا یا بنا دیا

آخر کو جوش گریہ نے اتنا کیا اثر
نقش مراد صفحۂ دل سے مٹا دیا

احسان مانتا ہون ستمہاے غیر کا
بگڑا ہوا مزاج تمھارا بنا دیا

وہ نامراد لطف اسیری کا ہون صفیر
صیاد نے بھی مجھکو چمن سے اوڑا دیا

اچھی تو زندگی ہے تغافل کی وجہ سے
وہ جانتے ہین خاک مین ہمنے ملا دیا

تھوڑی سی پی کے تلخی ہی کا گلا رہا
وہ ناز سے زمیں پہ رکھتے نہ تھے قدم
کام آگیا ہجوم رقیبوں کا بزم میں
تعریف جور اور پھر اس شد و مد کے ساتھ
یوں ہوگئی نجات یہ تدبیر بن پڑی
کوئی بھی طول روز جزا سے غرض نہ تھی
یاروں کا میرا ساتھ ہے مانند برق و ابر
انسان جانتے تو نہ لکھتے وہ یہ جواب
کہلا رہے ہیں حاتم ثانی جناب شیخ

جب منھ کو لگ گئی تو نہایت مزا دیا
تعریف کر کے اور بھی ہمنے اوڑا دیا
اوس فتنہ گر کی آنکھ سے مجکو چھپا دیا
میری زبان نے مجھے جھوٹا بنا دیا
ناصح کو ہمنے غیر کے پیچھے لگا دیا
میری شب فراق کی ضد نے بڑھا دیا
رو رو کیا بہت مجھے جسنے ہنسا دیا
کیا جانے نامہ بر نے مجھے کیا بتا دیا
کیا جانے سیفر و سق کو حضرت نے کیا دیا

۱۲

بخشا گیا جو داغ سیہ کار دیکھنا
جنت کسے گی آگ لگا دی جلا دیا

شعر ۲

کچھ جو قاتل کا تبسم نمک افشاں ہوتا
موت کا مجکو نہ کھٹکا شب ہجران ہوتا
گر مرے ہاتھ تری بزم کا سامان ہوتا
عشق تاثیر جو کرتا تو نہ پنہاں ہوتا
دین و دنیا کے مرے جب کہ نہ دو دل ہوتے
دلکو آسودہ جو دیکھا تو انھیں ضد آئی
خلد میں سیر ہی عشق کے سامان ہیں کیا
بی نیازی جو ہوئی میری تمنا سے ہوئی
عشق کچھ کھیل نہیں ہے دل آرام طلب
کیا غضب ہے نہیں انسانکی انسان کو قدر

کیا ہی بیٹھا مرے زخموں سے نمکدان ہوتا
میرے دیوانے سے پھر آپکا دربان ہوتا
میزبان بن کبھی ہوتا کبھی مہمان ہوتا
رنج میرا تیرے چہرے سے نمایاں ہوتا
ایک میں کفر اگر ایک میں ایمان ہوتا
اس سے بہتر تو یہی تھا کہ پریشان ہوتا
لطف جب تھا کہ یہ مجھ پر بھی پشیمان ہوتا
مجکو ارمان جو ہوتا تجھے ارمان ہوتا
سیکھنا تھا تجھے وہ کام جو آسان ہوتا
ہر فرشتے کو یہ حسرت ہے کہ انسان ہوتا

حشر کے روز تجھے پاس عدالت ہوگا
بخش دیتا جو یونہیں جرم تو احسان ہوتا

ہم پڑے ہی لیتے ہیں کلمۂ بت کافر شیخ لے
تو نے دیکھا ہی نہیں کوئی مسلمان ہوتا

ای فلک ہجر میں گھنگھور گھٹا چھائی ہے
دامن ابر بھی میرا ہی گریبان ہوتا

ذبح کے بعد تجھے لطف خلش رہتا تا
کاش خنجر نہیں تیرے تیر کا پیکان ہوتا

مرض عشق طبیبوں نے بہت الجھایا
آخر کار یہ آزار ہی درمان ہوتا

کون مدت سے ہے عادت تجھے تنہائی کی
پاس فردوس کے سنسان بیابان ہوتا

شکر کرتا ہوں ملی نعمت غم کھانے کو
آج فاقہ ہی مجھے اے شب ہجران ہوتا

ہوگئی بار گراں بندہ نوازی تیری
تو نہ کرتا اگر احسان تو احسان ہوتا

بے تلاشی لئے رہتا نہ کبھی دست جنون
گر مری جیب کے اندر بھی گریبان ہوتا

۱۳	داغ کو ہم نے محبت میں بہت سمجھایا وہ کہا مان نہ لیتا اگر انسان ہوتا	شعر ۱۰

دل پُر اضطراب نے مارا
اسی خانہ خراب نے مارا

میری آنکھوں سے چھپ گئے میں گر
نرگس نیم خواب نے مارا

دیکھ لینا کہ حشر کا میدان
تیرے حاضر جواب نے مارا

یاد کرتے ہو غیر کے اشعار
ہائے اس انتخاب نے مارا

دل لگاوٹ نے کر دیا بسمل
اور پھر اجتناب نے مارا

سب کو ڈھونڈھا ملا نہ کیسے ہیں
اپنے خالی ثواب نے مارا

جان بھی نظر نہیں آتی
اب نگاہ عتاب نے مارا

تھک گئے ہاتھ لکھتے لکھتے خط
اس سوال و جواب نے مارا

جا چکیں خلد میں کر دو نہیں
طول روز حساب نے مارا

وصل دیکھا اگر وصال ہوا
مجھ کو تعبیر خواب نے مارا

میری میت پہ کیون نہ برسے نور
مجھ کو بیتاب دیکھ کر روئے

غیرت آفتاب نے مارا
آپ کے اضطراب نے مارا

۱۴۲

دیکھکر جلوۂ عشق ہوئے موسیٰ
داغ مجھ کو حجاب نے مارا

شعر ۲۶

اس کعبۂ دلکو کبھی ویران نہین دیکھا
کیا ہمنے عذاب شب ہجران نہین دیکھا
کیا تو نے مرا حال پریشان نہین دیکھا
جب ہاتھ پڑا وصل مین شوخی سے کسی کا
ہم جیسے ہین ایسا کوئی درانا نہین پایا
راحت کے طلبگار ہزارون نظر آئے
نظرون مین سمایا ہوا سامان نہین جاتا
اوس بت کی محبت مین قیامت کا مزا ہے
کہتے ہو کہ بس دیکھ لیا ہمنے ترا دل
کیا ذوق ہے کیا شوق ہے سو مرتبہ دیکھون
محشر مین وہ نادم ہون خدا سے نہ کہلائے
جو دیکھتے ہین دیکھنے والے ترے انداز
ہر چند ترے ظلم کی کچھ حد نہین ظالم
گو نزع کی حالت ہے مگر پھر یہ کہونگا
تم غیر کی تعریف کرو قہر خدا ہے
کیا جذب محبت ہے کہ جب سینہ سے کھینچا
ملتا نہین ہم کو دل گم گشتہ ہمارا

اوس بت کو کہ اللہ کا مہمان نہین دیکھا
تمکو نہ یقین آئے تو ہان ہان نہین دیکھا
اسطرح تجھے دیکھا کہ حیران نہین دیکھا
پھر ہمنے گریبان کو گریبان نہین دیکھا
تم جیسے ہو ایسا کوئی نادان نہین دیکھا
محشر مین کوئی حور کا خواہان نہین دیکھا
لیلا نے کبھی قیس کو عریان نہین دیکھا
کافر کو کبھی نذر تمہین پشیمان نہین دیکھا
دل دیکھ لیا اور پھر ارمان نہین دیکھا
پھر بھی یہ کہون جلوۂ جانان نہین دیکھا
آنکھون نے کبھی اوسکو پشیمان نہین دیکھا
تو نے وہ تماشا ہی کہ حیران نہین دیکھا
پر ہمنے کسی شخص کو نالان نہین دیکھا
کچھ تمنے مرا حال پریشان نہین دیکھا
معشوق کو یون بندۂ احسان نہین دیکھا
سفاک ترے تیر مین پیکان نہین دیکھا
تو نے تو کہین ایسی ہم جانان نہین دیکھا

جو دن تجھے تقدیر کی گردش نے دکھایا
تونے بھی وہ اے گردش دوران نہین دیکھا

کیا داد ملی اوس سے پریشانی دل کی
جس بت نے کبھی خواب پریشان نہین دیکھا

بینے اوسے دیکھا مرے دل نے اوسے دیکھا
تونے اوسے اے دیدۂ حیران نہین دیکھا

تم کو مرے مرنے کی یہ حسرت یہ تمنا
اچھون کو بری بات کا ارمان نہین دیکھا

لو اور سنو کہتے ہین وہ دیکھ کے مجھ کو
جو حال سنا تھا وہ پریشان نہین دیکھا

تم منھ سے کہے جاؤ کہ دیکھا ہے زمانہ
آنکھین تو یہ کہتی ہین کہ ہان ہان نہین دیکھا

کیا عیش سے معمور تھی وہ انجمن ناز
ہمنے تو وہان شمع کو گریان نہین دیکھا

کہتی ہے مری قبر پہ رو رو کے محبت
یون خاک مین ملتے ہوے ارمان نہین دیکھا

۱۵ — شعر ۱۲

کیون پوچھتے ہو کون ہے یہ کسکی ہے شہرت
کیا تمنے کبھی داغ کا دیوان نہین دیکھا

تو ہے مشہور دل آزار یہ کیا
تجھپر آتا ہے مجھے پیار یہ کیا

جانتا ہون کہ مری جان ہے تو
اور مین جان سے بیزار یہ کیا

پاؤن پیرا دے کے گراہین تو کہا
دیکھ ہشیار خبردار یہ کیا

تیری آنکھین تو بہت اچھی ہین
سب انھین کہتے ہین بیمار یہ کیا

کیون مرے قتل سے انکار یہ کیون
اسقدر ہے تمھین دشوار یہ کیا

سر اوڑاتے ہین وہ تلوارون سے
کوئی کہتا نہین سرکار یہ کیا

ہاتھ آتی ہے متاع الفت
ہاتھ سے ملتے ہین خریدار یہ کیا

خوبیان کل تو بیان ہوتی تھین
آج ہی شکوۂ اغیار یہ کیا

نے لئے ہمنے لپٹ کر بوسے
وہ تو کہتے رہے ہر بار یہ کیا

وحشت دل سے سوا الفت مین
اور ہین سیکڑون آزار یہ کیا

ضعف رخصت نہین دیتا افسوس
سامنے ہے در دلدار یہ کیا

شعر ۲۳	باتین سینے تو پھڑک جائیے گا گرم ہین داغ کے اشعار یہ کیا	سنہ ۱۶

روکتا دل کو کہ شوق زلف دلبر لیچلا
اوسکی محفل سے کہان کیا دلکو کیونکر لیچلا
نالہ جنکر دلکی باتین لیسے باہر لیچلا
باندھ کر مشکین خیال زلف دلبر لیچلا
چل دیا وہ شعبدہ گر مین یہی کہتا رہا
ابر رحمت کا ہوا اہل جہنم کو گمان
وہ سدھارے اپنے گھر مجکو بہی یہ کشمکش
رشک دشمن نے مجھے آنکھین دکھائین دور سے
دلکی باتین دل ہی جانے بیخودی ہے شوخیین
پھر بلایا پھر کہا کچھ پھر اسے رخصت کیا
کیا ہوا کس سخت جان سے ہو گئی قاتل کو لاگ
سیکڑون مہر شہادت ہین مرے داغ گناہ
آدمی کی کیا ہے طاقت جو ہو اسکا ساتھ دے
خوب رضوان سے در فردوس پر جھگڑے ہوئے
کاتب اعمال سے محشر مین ہوگی گفتگو
کوئی دامنگیر تھا کوئی گریبان گیر تھا
پوری اتری یہ قیامت سے نہین مجکو امید
بار عصیان کسقدر ہے آدمی ہو جو ضعیف
آنسوؤنکا قافلہ چلنے لگا نالیکے ساتھ

تھا منا مجکو کہ یہ سودا مرا سر لیچلا
ہار کر اکبار چھوڑا پھر مکرر لیچلا
یہ بشارت یہ خبر یہ مژدہ گھر گھر لیچلا
سانپ کے منھ مین مرا مجکو مقدر لیچلا
اسکو لینا وہ کوئی دل کو چرا کر لیچلا
سوے دوزخ مین جو اپنا دامن تر لیچلا
ضبط نے کھینچا ادھر دل سوئے دلبر لیچلا
شوق نظارہ جو سوے روزن در لیچلا
کسطرح لایا خدا جانے یہ کیونکر لیچلا
نامہ بر جب حسرتونکا میری دفتر لیچلا
چھانٹ کر دس بیس ہین جو ایک خنجر لیچلا
مین عدم کو خود بنا کر اپنا محضر لیچلا
ٹھوکرین کھا کر گرا جب مجھکو رہبر لیچلا
جب محبت کا ذکر ہین دلمین چھپا کر لیچلا
اس لیے مین آپ اپنا حال لکھ کر لیچلا
اوسکو اپنے ساتھ جب مین روز محشر لیچلا
ایک دوڑا مین تری قد کے برابر لیچلا
یہ گرا دیگا جو اتنا بوجھ سر پہ لیچلا
یہ جرس آواز میرا اپنی لگا کر لیچلا

اوسکی چتون پھرتے ہی محفل مین ہل چل پڑ گئی
منزل مقصود تک پہونچے بڑی مشکل سے ہم
داغ قسمت اپنے آئیگا نہ لائیگا جواب

مضطرب کو مضطرب مضطر کو مضطر لے چلا
ضعف نے اکثر بٹھایا شوق اکثر لیچلا
لیچلا خط بھی تو صیدی کا کبوتر لیچلا

شعر ۱۷

یہ حسین یہ مہ جبین یہ شہر ایسی لہر بہر
داغ کلکتہ سے لاکھون داغ دل پر لیچلا

شعر

کس نے کہا کہ داغ وفادار مر گیا
وہ ہاتھ ملکے کہتے ہین کیا یار مر گیا

دام بلائے عشق کی وہ کشمکش رہی
اک اک پھڑک پھڑک کے گرفتار مر گیا

میرے ہی دم سے زندہ ہے آزار عشق کا
مین مر گیا اگر تو یہ آزار مر گیا

مجھ پر کرم جرم فغان پر کہ لطف کیا
شرم گناہ سے جو گنہگار مر گیا

بیداد گر کو رہ گئی کیا حسرت ستم
جب اپنی موت کوئی دل افگار مر گیا

بدتر ہے موت سے بھی زیادہ یہ زندگی
وہ جی گیا جو عشق کا بیمار مر گیا

ہے تیری چتون حسن مین تاثیر زہر کی
جس کی نظر پڑی وہ خریدار مر گیا

آنکھین کھلی ہوئی ہین پس مرگ اسلیئے
جانے کوئی کہ طالب دیدار مر گیا

جس سے کیا ہے آپ نے اقرار جی گیا
جس نے سنا ہے آپ سے انکار مر گیا

شعر ۱۸

کس بیکسی سے داغ نے افسوس جان دی
پڑھکر ترے فراق کے اشعار مر گیا

شعر ۱۶

جگر کو تھام کے مین بزم یار سے اوٹھا
ہر اک قرار سے بیٹھا قرار سے اوٹھا

ہمارے دلنے وہ تنہا اوٹھا لیا ظالم
ترا ستم جو نہ اک روزگار سے اوٹھا

ہوا ہے پھر کہین روشن یہ رشک تو دیکھو
کوئی چراغ جو میرے مزار سے اوٹھا

شب فراق اجل کی بہت دعا مانگی
جگر مین درد بڑے انتظار سے اوٹھا

ہوا ہے خون کے چھینٹون سے پیرہن گلزار
ترے شہید کا لاشہ بہار سے اوٹھا

ہمارے خط میں وہ مضمون سرگرانی تھا
کہ ایک حرف نہ اوس گلعذار سے اوٹھا

تمھارے جھوٹ نے بے اعتبار سے کیا
کہ جیسے ایک سے اوٹھا ہزار سے اوٹھا

اوسی کے راہ گذر میں لگائے سو جلکر
جو گرد باد ہمارے غبار سے اوٹھا

گلہ رقیب کا سنکر جھکی ہین آنکھیں
حجاب کب نگہ شرمسار سے اوٹھا

ترس ہے تجھے شرابی کرا ونگلیان اوٹھین
وہ ابر رحمت پروردگار سے اوٹھا

کسی نے پائے حنائی جو ناز سے رکھا
بھڑک کے شعلے ہمارے مزار سے اوٹھا

رہی وہ حسرت دیدار کہ صبح محشر بھی
مین اپنے ہاتھون کو ملتا مزار سے اوٹھا

بچھوڑنا اگر اونکے قدم وہ کیون جاتی
مگر وہ ہاتھ دل بیقرار سے اوٹھا

وہ فتنہ فتنہ ہے وہ حشر حشر ہے یارب
جو بزم یار سے جو کوے یار سے اوٹھا

تم اپنے ہاتھ سے دو پھول غیر کو چنکر
یہ داغ کب دل امیدوار سے اوٹھا

بحر ۱۹

عدو کی بزم میں دیکھو تو داغ کے تیور
ذلیل ہوگئے بڑے افتخار سے اوٹھا

شعر ۱۱

دل مبتلائے لذت آزار ہی رہا
مرنا فراق یار میں دشوار ہی رہا

ہر دم یہ شوق تھا اوسے قربان کیجیے
مین وصل میں بھی جان سے بیزار ہی رہا

احسان عفو جرم سے وہ شرمسار ہون
بخشا گیا مین تو بھی گنہگار ہی رہا

ہوتی ہین ہر طرح سے مری پاسداریان
دشمن کے پاس بھی وہ طرفدار ہی رہا

اون پہلوؤن سے ٹالدیا مجھکو نہ سکے
ہر چند اونکو وصلکا اقرار ہی رہا

بہکی تو بہر توبہ رہی گو نشہ گھونٹ پر
سو بوتلین اوڑاکے بھی ہشیار ہی رہا

دیکھین ہزار رشک مسیحا کی صورتین
اچھا رہا جو عشق کا بیمار ہی رہا

صدقے مین تیرے چھوڑ دیئے ہین بہت اسیر
مین بھی رہا ہوا کہ گرفتار ہی رہا

لذت وفا مین ہے نہ کسیکی جفا مین ہے
دلدار ہی رہا نہ دل آزار ہی رہا

لیکے دل دو گے تو دو پھر مجھے ہو جائیگا — تم ذرا اوس سے بھی یہ پوچھ تو لو جائیگا

مین آئے اے تکیہ ترے سر کا بن کر — کاٹ ڈالونگا مرا ہاتھ جو سو جائیگا

غیر آیا ہے عیادت کو اگر آنے دو — وہ بھی کمبخت مرے جان کو رو جائیگا

آسمان ہو کہ زمانہ ہو غرض کوئی ہو — تم جسے دوست بنا لوگے وہ ہو جائیگا

نامہ بر دیدۂ بیدار ہمارا لیجا — یے تو جاگے گا جو تو راہ مین سو جائیگا

کیون نگہبان بنے آپ پرائے دل کے — مفت کا مال ہی کھو جائیگا کھو جائیگا

حشر تک بات نہ جائے گی جو تم چاہو گے — گھر کا گھر ہی مین ابھی فیصلہ ہو جائیگا

کہہ گیا ساقی سرشار یہ چلتے چلتے — آپ جو رنگ مین ڈوبیگا ڈبو جائیگا

یہ وہ حالت ہے کہ ہنستونکو رلا دیتی ہے — جو ہنسانے مجھے آئیگا وہ رو جائیگا

فیصلہ آج کیے لیتے ہین کچھ ہو جائے — نہ سہی اوس سے خوشی رنج تو ہو جائیگا

روز جیتے ہین صفین نامہ برونکی بیکار — نہین جیتا وہ مرے ذہن مین جو جائیگا

خط کی یون نقل کہ قاصد کی اوتار دن تصویر — یہ بھی گم ہو گا مرا نامہ بھی کھو جائیگا

وصل کے باب مین کی عرض تو ہنسکر بولے — کیون مرے جاتے ہو ہو جائیگا ہو جائیگا

داغ تم داغ جدائی کے گلے کرتے ہو — چار چھینٹون مین وہ چلتے ہوئے دھو جائیگا

۲۴ — شعر ۱۰

رہے جو کام تو بیداد پر بس نہین چلتا — پرائے بس مین ہین کچھ اپنا بس نہین چلتا

ہمارے سینے مین پہرون نفس نہین چلتا — جب اوسنے روکدیا کہکے بس نہین چلتا

دکھائین کرتے قاتل مین جان نثارونکو — ہمارے ساتھ کبھی بو الہوس نہین چلتا

بہت ہمارے پھڑکنے سے تنگ ہے صیاد — کہ چار دن سے زیادہ قفس نہین چلتا

گذر گئے ہین جو دن پھر نہ آئینگے ہرگز — کہ ایک چال فلک ہر برس نہین چلتا

[illegible] غم سے چلے پیش کیا طبیبونکی — بغیر حکم الٰہی نفس نہین چلتا

وہ شہسوار بہت اپنے دل میں حیران ہے
کہ میری خاک سے آگے فرس نہیں چلتا

وہ بدگمان ہے وہی نازنین مرا صیاد
کہ اپنے ہاتھ میں لیکر قفس نہیں چلتا

کبھی ادھر تو کبھی ہے ادھر وہ شاہسوار
یہ بانکپن ہے کہ سیدھا فرس نہیں چلتا

۲۵

ملے جو داغ تو کیا بنائیں تجھکو اسے
ہزار کوس سے کچھ اوسکا بس نہیں چلتا

شعر ۱۰

ایک ہی شکوہ میں سامان وصل کا برہم ہوا
کیا ہنسی ہیں بیچ پھیلا کس خوشی میں غم ہوا

حال میرا دوسرا گویا مزاج یار ہے
یہ سنبھالے سے وہ سنبھلے گا اگر برہم ہوا

ناامیدی تیرے صدقے تو نے دی جرأت مجھے
کم ہوا جب ایک ارمان ایک دشمن کم ہوا

پر اثر ہو تو کبھی طوفان ہو نہیں دریا تو ہو
حسرت اوس آنسو پہ ہے جو قطرۂ شبنم ہوا

چارۂ درمان سے بھی وہ رکھے اپنی بیکلی جو
تھوڑے تھوڑے لطف سے بھی اور دل کم ہوا

آگے آگے رنگ لائیگا ابھی مضمون غم
نامہ بر کہتا ہے اک اک لفظ پہ ماتم ہوا

درد دل معشوق کا غصہ نہیں اے چارہ گر
پیرہن پہ چڑھکر کم ہوا جب کم ہوا تو ستم ہوا

صبح ہجراں میں ادھر غمگین ادھر انکا یہ حال
آئینے سے کہتے ہیں یہ کیا مرا عالم ہوا

۲۶

داغ پھر اوس آفت جان پر چڑھائی رسم راہ
پہلے تھوڑا رنج پایا پہلے تھوڑا غم ہوا

شعر ۹

کہو جب ہم یہ سے بیمار میرا
تو کیونکر دور ہو آزار میرا

یہی دل باعث آزار میرا
یہی سمجھو اسے میرا یار میرا

پیام شوق بھی قاصد ادا ہو
نہ آئے نام بھی زنہار میرا

برائی میں بھلی ہوگا کوئی مطلب
وہ کرتے ذکر کیوں بیکار میرا

مجھے کوسیں بلا سے گالیاں دیں
مگر وہ نام لیں ہر بار میرا

کہوں گا حشر میں یہ کون ہیں کون
مزا دے جائیگا انکار میرا

خدا ہے حشر کے دن وہ پکارے
قیامت ہے سنے وہ سر جھکائے

کہاں ہے طالب دیدار میرا
خدا کے سامنے اظہار میرا

عدد ۲۷

سمجھے تم جانتے ہو داغ ہوں میں
کہیں جاتا ہے خالی وار میرا

شعر ۱۶

جب جوانی کا مزا جاتا رہا — زندگانی کا مزا جاتا رہا
وہ قسم کھاتے ہیں اب ہر بات پر — بدگمانی کا مزا جاتا رہا
داستان عشق جب ٹھہری غلط — پھر کہانی کا مزا جاتا رہا
خواب میں تیری تجلی دیکھ لی — لن ترانی کا مزا جاتا رہا
مٹ گئی اب داغ فرقت کی جلن — اس نشانی کا مزا جاتا رہا
چھٹ سکے برسات میں کیونکر شراب — سرد پانی کا مزا جاتا رہا
درد نے اوٹھکر اوٹھایا بزم سے — ناتوانی کا مزا جاتا رہا
غیر پر لطف و کرم ہونے لگا — مہربانی کا مزا جاتا رہا
کوئی تجھ بن غرض مرتا نہیں — جانفشانی کا مزا جاتا رہا
آپ وہ اپنے نگہبان بن گئے — پاسبانی کا مزا جاتا رہا
دوسرا کوئی نہ تجھسا بن سکا — نقش ثانی کا مزا جاتا رہا
جب شراب کہنہ میں پانی ملا — اس پرانی کا مزا جاتا رہا
دوسرا اوپر اپڑا قاتل کا ہاتھ — سخت جانی کا مزا جاتا رہا
نامہ بر نے طے کئے سارے پیام — مشہور بانی کا مزا جاتا رہا
کوئی دن کی اب ہوا کھاتے ہیں ہم — دانے پانی کا مزا جاتا رہا

عدد ۲۸

داغ ہی کے دم سے تھا لطف سخن
خوش بیانی کا مزا جاتا رہا

شعر ۱۳

وہ جاتا پھیر کر چتون کسیکا
ہمارے ہاتھ میں دامن کسیکا

غبار آلودہ ہیں پائے حنائی
مٹا کر آئے ہو مدفن کسیکا

زمانے کے چلن سیکھے ہیں تونے
کسیکا دوست ہے دشمن کسیکا

دلِ ویران کو جب دیکھا تو بولے
یہ ہے اوجڑا ہوا مسکن کسیکا

کہا غنچے سے مرجھا کر یہ گل نے
ہمیشہ کب رہا جوبن کسیکا

پڑا اٹھا ہائے کس کمبخت کے ہاتھ
کہ ہے نکلا ہوا دامن کسیکا

کلیجا تھام لوگے جب سنوگے
نہ سنوائے خدا شیون کسیکا

گرے گی طور پر اک اور بجلی
چمکتا ہے رخِ روشن کسیکا

گئے وہ جانب گور غریبان
برابر ہو گیا مدفن کسیکا

مرے ماتم میں وہ آئیں تو کہنا
کریں غم آپکے دشمن کسیکا

کسی کا دم نکلتا ہے کسی سے
کسی پر حال ہے روشن کسیکا

تجلی روزنِ دل سے عیاں ہے
جھروکے سے ہوا درشن کسیکا

نمبر ۲۹	وہ پہرون دیکھتے ہین داغ کے داغ کسیکی سیر ہے گلشن کسی کا	شعر ۹

گیا ہے عرش معلی پہ شور نالونکا
خدا بھلا کرے آزار دینے والونکا

اٹھیں جو بحث قیامت سے ہو قیامت کے
عجیب حال دگرگون ہے پائمالونکا

وہ اپنا دست حنائی بھی رکھتے ڈرتے ہیں
علاج کون کرے میرے دلکے چھالونکا

اسی سے پرسشِ احوال ہو گئے بیٹھے
جواب سہل نہیں تھا مرے سوالونکا

فلک پہ شمس و قمر ہیں نہیں یہ لالہ و گل
مگر جواب کہاں ہے تمہارے گالونکا

کہا یہ برق تجلی نے طور سے جلکر
ہمارا کیا ہے یہ قصور ہے خوش جمالونکا

ہر ایک مار سیہ زلف و گیسو و کاکل
تمہارے بال میں یا کھیت ہے یہ کالونکا

کہیں نہیں تری درگاہ کے سوا یارب
فلک زدونکا ٹھکانا خراب حالونکا

۳۷۰	وہ پھول والوں کا میلہ وہ سیر یاد ہے داغ وہ روز جھرنے پہ جمگھٹ پری جمالوں کا	شعر ۱۲

تو ہی اپنے ہاتھ سے جب دیا جاتا رہا — دل کی بھی پروا نہیں جاتا رہا جاتا رہا

جس توقع پر تھی اپنی زندگی وہ مٹ گئی — جو بھروسا تھا نہیں وہ آسرا جاتا رہا

میں نے دیکھا انکی نفرت کو تو فرمانے لگے — آپ کا دل کھل پڑا گم ہو گیا جاتا رہا

دل چرا کر آپ تو بیٹھے ہوئے ہیں چین سے — ڈھونڈھنے والے سے پوچھے کوئی کیا جاتا رہا

مرگ دشمن کا زیادہ تم سے ہے مجھ کو ملال — دشمنی کا لطف شکووں کا مزا جاتا رہا

ہو سکے مطلب نگاری کیا پریشان طبع سے — ذہن میں آتے ہی حرف مدعا جاتا رہا

اپنی صورت کی بہا کرتی تھی اکثر تاک جھانک — رہ گئیں آنکھیں مگر وہ دیکھنا جاتا رہا

دیکھو دیکھو مجھ پہ برساتے رہو تیر نگاہ — صید جیسے دم آنکھ سے اوجھل ہوا جاتا رہا

کس قدر ان کو فراق غیر کا افسوس ہے — ہاتھ ملتے ملتے سب رنگ حنا جاتا رہا

حرص انگیز دنیا مال ہے بنا بے ثبات — جس قدر حاصل کیا اس سے سوا جاتا رہا

اب بھی دن سے وہ رسم و راہ بھی موقوف ہے — ورنہ برسوں نامہ بر آتا رہا جاتا رہا

۳۷۱	داغ کچھ در پہ نہ تھا جسکا ہمیں ہوتا خیال ہو گیا گم ہو گیا جاتا رہا جاتا رہا	شعر ۱۳

غیر کو منہ لگا کے دیکھ لیا — جھوٹ سچ آزما کے دیکھ لیا

ان کے گھر داغ جا کے دیکھ لیا — دل کے کہنے میں آ کے دیکھ لیا

کتنی فرحت فزا تھی بوے وفا — اس نے دل کو جلا کے دیکھ لیا

کبھی عشق میں رہا شیدا وعدہ — کبھی گردن اٹھا کے دیکھ لیا

جس پہ دل ہے یہ وہ نہیں سودا — ہر جگہ سے منگا کے دیکھ لیا

لوگ کہتے تھے چپ لگی ہے تجھے — حال دل بھی سنا کے دیکھ لیا

جاؤ بھی کیا کرو گے مہر و وفا
بارہا آزما کے دیکھ لیا

زخم دل میں نہیں ہے قطرۂ خون
خوب ہم نے دکھا کے دیکھ لیا

ادھر آئینہ ہے ادھر دل ہے
جسکو چاہا اوٹھا کے دیکھ لیا

اونے صبح شب وصال مجھے
جاتے جاتے بھی آ کے دیکھ لیا

اونکو خلوت سرا میں بے پردہ
صاف میدان پا کے دیکھ لیا

تم کو ہے وصل غیر سے انکار
اور جو ہم نے آ کے دیکھ لیا

۳۲ — شعر ۱۳

داغ نے خوب عاشقی کا مزہ
جل کے دیکھا جلا کے دیکھ لیا

بلا سے جو دشمن ہوا ہے کسی کا
وہ کافر صنم کیا خدا ہے کسی کا

دعا مانگ لو تم بھی اپنی زبان سے
کہ پورا ہو جو مدعا ہے کسی کا

ادھر آ کلیجے سے تجھکو لگا لوں
تجھی پر تو دل آگیا ہے کسی کا

کسی کی طپش میں خوشی ہے کسی کی
کسیکی خلش میں مزا ہے کسی کا

ذرا ڈال دو اپنی لونوں کا سایا
مقدر بہت نارسا ہے کسی کا

ہمیشہ اسے ہم نے گھٹتے ہی دیکھا
مگر دل بھی رنگ حنا ہے کسی کا

تمہیں اس سے کیا بحث کیوں پوچھتے ہو
کوئی تذکرہ ہو رہا ہے کسی کا

مری بزم میں آ کے وہ پوچھتے ہیں
برا حال ہم نے سنا ہے کسی کا

ستم ہی کئے جاؤ ہم بھی ہیں حاضر
بہت حوصلہ دیکھا ہے کسی کا

بچے جان کسطرح تیری ادا سے
قضا پر نہیں بس چلا ہے کسی کا

مری التجا پر بگڑ کر وہ بولے
نہیں مانتے کہنا کیا ہے کسی کا

وہ کرنے لگے ہیں قیامت کی باتیں
یہ سچ ہے تو بس فیصلہ ہے کسی کا

سنا کرتے ہیں چھیڑ کر گالیاں ہم
وگرنہ کوئی سر پھرا ہے کسی کا

بظاہر نجانے نجانے نجانے
تجھے داغ دل جانتا ہے کسیکا

۳۳ | ردیف بائے موحدہ | شعر ۹

بزم سے آخر شب ہے سفر جام شراب
مست و سرشار کو سرشار سنبھالے لیا خاک
کثرت شمع اغیار سے محروم رہا
عقب دیگا جو اب اپنے ستم کا تو کیا
یہی اے محتسب اوس لال پری کا ہے اثر
خون ہو دیگا مری پیاس سے اے ساقی
بزم دشمن میں ہے آپ تو صوفی بنکر
مے گلرنگ بنا ہجر میں خونابۂ دل

شام غربت ہوئی ساقی سحر جام شراب
نہ چھٹی دست سبو سے کمر جام شراب
تھوا بزم میں مجھ تک گذر جام شراب
کل جو کوثر پہ ہوا دادگر جام شراب
اوڑ کے پہونچی ہے جو مجھ تک خبر جام شراب
کوئی پتھر کا نہیں ہے جگر جام شراب
سرخ آنکھیں نہیں کہاں ہے اثر جام شراب
چشم تا سور ہوئی چشم تر جام شراب

۳۴

نہیں معلوم کہ اے داغ تو ہے کس وطن میں
نہ تلاش مست تھوش نہ سر جام شراب

شعر ۱۴

میرے ہی دم سے ہر وفا کا نشان ہوا اب
ایک ایک گھڑی ہو گئی اک اک برس مجھے
کیا مر گیا ہوں دیکھ لو آ کے چارہ گر مجھے
آخر یہ ہو گیا دہن تنگ کا جواب
اس حال کو پہنچ گئیں [illegible] کی خرابیاں
باقی ہے آدھی رات گئے کا کیا جواب
سینے سے میرے دست تسلی اوٹھائیے

تجھسا اگر نہیں ہے تو تجھسا کہاں ہوا اب
تم دو گھڑی کو مری رو زباں ہوا اب
اونکی زبان سے میری ثنا کا بیان ہوا اب
گنجائش اپنی آپکے دل میں کہاں ہوا اب
تیرا امکان ہے اب خدا کا مکان ہوا اب
گھر آکے وہ یہ کہتے ہیں وقت اذان ہوا اب
یہ بھی دل نحیف کو بار گراں ہوا اب

دیکھو ذرا سی شرم نے سب کچھ مٹا دیا — وہ آنکھ وہ نگاہ وہ چتون کہان ہے اب

بعد فنا بھی اور مکدر کیا اوسے — میرا غبار میرے لیے آسمان ہے اب

مین کیا کہ اوسنے غیر کو روکا ہے بار بار — جلتا ہوا رقیب سے بھی پاسبان ہے اب

کیا لطف دوستی کہ نہین لطف دشمنی — دشمن کو بھی جو دیکھیے پورا کہان ہے اب

اس دور مین نصیب کہان عیش جاودان — غم بھی اگر ملے تو وہی ارمغان ہے اب

قاصد کی خاک آتی ہے اوڑ کر ہوا کے ساتھ — ہر پرزہ پرزہ نامہ کا برگ خزان ہے اب

یہ کیا کہا کہ حشر کے دن آزمائین گے — مین خوب جانتا ہون مرا امتحان ہے اب

لو اور سنیے شکوہ وصل رقیب پر — وہ صاف صاف کہتے ہین فرصت کہان ہے اب

لایا ہے مجکو بخت رسا بزم عیش مین — مجھسے ڈرو کہ دوست مرا آسمان ہے اب

غزل ۳۵

تم کو یقین نہین تو نہو اسکا کیا علاج — کمبخت داغ تم سے بہت بدگمان ہے اب

شعر ۱۵

ردیف تائے فوقانی

عالم یاس مین گھبرائے نہ انسان بہت — دل سلامت ہے تو حسرت ہے تو ارمان بہت

قتل ہونے نہ دیا شکر خدا نے مجھ کو — کام آئے ہین برے وقت مین اوسان بہت

غیر کیواسطے سب طرز ستم بھول گئے — کچھ دوا کیجیے ہے آپکو نسیان بہت

ہو گیا روز کے صدمون سے کلیجہ پتھر — تھکے ٹوٹے ہوئے قاتل ترے پیکان بہت

کاش دو چار ہزارون مین تو ہون کافر عشق — ہمنے کعبے مین بھی دیکھے ہین مسلمان بہت

سر اوٹھاتا نہین تو شرم جفا سے ظالم — پا کئے ہین کسی کمبخت نے احسان بہت

تم کرو بیداد کرو اور نہ شرماؤ ذرا — ہم کہ ناکردہ گنہ اور پشیمان بہت

حسرتین روز نئی دل مین بھری جاتی ہین — تھوڑے تھوڑے بھی ہو جاتے نہین مہمان بہت

سوچیے دل میں تو ہے عشق نہایت دشوار
نہ سمجھیے تو بھی کام ہے آسان بہت

وعدہ کرتے ہی پلٹ جاؤ ہم اس سے خوش ہیں
دل غمگین کو خوشی کی تو ہے اک آن بہت

دل سے کس طرح بھلائیں تجھے اے پردہ نشین
تجھ دیں بھی تو رہتا ہے ترا دھیان بہت

رنگ لائیگا ترا دست حنائی کافر
ایکدن لائینگے اس ہاتھ پہ ایمان بہت

حشر میں لے تو چلی روح عدم کو لیکن
اس مسافر سے چلیگا نہ یہ سامان بہت

سہو کی بات ہیں کچھ حضرت واعظ تاثیر
یہ مسلم کہ پڑھا آپ نے قرآن بہت

بزم احباب میں اے داغ کبھی تو ہنس بول
دیکھتے ہیں سبھی تجھے ہر وقت پریشان بہت

غ ۳۶ — شعر ۱۲

ردیف دال مہملہ

تیری گلی سے گو ہو صبا یا نسیم بند
ہوگی نہ بوئے کاکل عنبر شمیم بند

گو اونکے گھر سے ہو گیا میری ندیم بند
رکھتا نہیں ہے کام کسی کا کریم بند

ہوگا دم اخیر بھی لب پر مرے الم
ہوگی زبان پڑھ کے الم میم بند

بخشے گئے تو حشر تک ہم سیر میں رہے
آخر کو ہو گئے در خلد نعیم بند

جو خود نہ کھا سکے وہ کھلائے کسی کو کیا
رہتا ہے رات دن در گنج لئیم بند

قاتل کی طرز نیم تبسم اڑا لی ہے
اب نیم وا ہیں زخم جگر کے تو نیم بند

ایسی ہی ہیں تجھے بھی بس لن ترانیاں
روکے سے کب ہوئی ہے زبان کلیم بند

روکے سے کوئی رکتی ہیں مژگان خونفشاں
باندھے سے بھی نہو کبھی دست کریم بند

چوری سے کوئی رات کو نکلا ہے دیکھئے
دروازہ گھر کا نیم ہے وا اور نیم بند

پھر اشک روک کے رکھتے ہیں آنکھ میں
کوئی کرے تو کونسے ہیں دریا حکیم بند

یوں ہیں بھرے دلمیں گھر کی ہوئی حسرتیں
ہو جائے جیسے قلعے میں فوج غنیم بند

شعر ۱۴	ای داغ اوسنے جور و جفا کا گلا عبث تیرے کہے سے ہوگی نہ رسم قدیم بند	کٹ ۳۷

ردیف رائے مہملہ

جواب وصل نکلا آپ کے منہ سے نہین بنکر
مکدر ہو کے رکھنا تھا تو یون ایکطرح رکھنا تھا
جو کرتے پیروی مجنونکی ہم کیا ہمکو سودا تھا
رموز عشق سے واقف نہین وہ بیچ کماحقہ
خیال نازکی سے کوئی نامے کر نہین سکتا
یہان ہم بدنصیبونکے جو حصہ مین نہین آئی
شراب عشق کی ہمنے عجب تاثیر دیکھی ہے
کدورت سے بری ہے جو محبت پاک ہوتی ہے
نہین ہوتا اثر خجلت سے لب تک آ نہین سکتی
خراش سینہ سے پیوست چشت گل کھلا دیتا
کوئی معشوق سے ایسی برتی بھی کرتا ہے
کھلا ہے لب کے آگے خندۂ گل کا یہ نقشہ ہے
عتاب آلودہ چہرے کی ادا پر لوٹ ہون قاتل

شکایت بھی یہان آئی تو لب تک آہ بنکر
کدورت دل مین ہتی اوسکے کوچہ کی زمین بنکر
مگر وہ دل مین بیٹھا لیلی محمل نشین بنکر
وہی دنیا سے چھوٹ جائینگے بھولے سے نہین بنکر
ہزارون آفتون سے بچگئے تم نازنین بنکر
الٰہی ہوگئی کیا خوشئی قسمت دہن بنکر
اگر چہ کہین دیتی ہے کیفیت کہین بن کر
یہی وہ عطر ہے جو روح ٹھہرائی زمین بنکر
رہی ہے آہ سینہ مین نگاہ شرمگین بنکر
بگاڑا جیب جیب آستین نے آستین بنکر
کہ تیرا نام چھپتا ہے مرے دل مین نگین بنکر
کہ جس صورت کہ تو شکل اترائی حسین بنکر
مرے دلبر جھڑی پڑتی تری چین جبین بنکر

شعر ۲۵	سنتے ہی رہا اک شور برپا اور کی محفلین گئی جتنی تو انکو کیا داغ دیوانی مجھین بنکر	کٹ ۳۸

مٹے عشق مین گھر سیکڑون ویران ہوکر
کیون نہ مرجائے اس چھیڑ پہ قربان ہوکر

چھیڑ گئی آنکھ تری گردش دوران ہوکر
دل مین چبھتی ہے تھا تری مژگان ہوکر

چھپ کہیں جاتے ہو اب تے ہو پشیمان ہوکر　　عمر کو جانا نہیں آنا ابھی مہمان ہوکر

اوس کو حسرت نہ رہی دشمن ایمان ہوکر　　کوئی ان کیو لواو داغ مسلمان ہوکر

ہم تو اوس داغ کے قائل ہیں جو چھپے تا حشر　　دل کے پردے میں چراغ تہ داماں ہوکر

درد سر ہونے لگا سنکے زیادہ تعریف　　اوٹھ گئے آج وہ محفل سے پریشان ہوکر

سانس بیتاب ہے قدم تیز پریشان نظر　　آئے ہو کیا طرف گور غریباں ہوکر

نخچیر گر عیسیٰ مریم ہو تو کیا کام مجھے　　غیر کے ہاتھ پڑے میرا گریباں ہوکر

خیر بیتیر ہی تغافل ہی سہی سن لینا　　جان پہ کھیل گیا کوئی پریشان ہوکر

مصلحت سے نکیا ہو رتو کیا ہوتا ہے　　آدمی تو یہ کرے دل سے پشیمان ہوکر

نالے رہ جاتے ہیں اک رک کے مرے سینے میں　　تیر بیٹھا ہے ترا حلق کا درماں ہوکر

پیرہن دست جنون کا ہے سلیقہ دیکھو　　دھجیاں اوڑتی ہیں دامن کی گریباں ہوکر

کس خرابی میں ہیں آزار محبت والے　　یہ گیا تا ہو مرض قابل درماں ہوکر

غیر کی خاک تری کوچے میں بیشک ہوگی　　اشک ٹپکے ہیں جو آنکھ سے پیکان ہوکر

دیکھنے والے ہی سو عیب لگا دیتے ہیں　　کوئی جو چاہے کرے آنکھ سے پنہاں ہوکر

اپنے ہاتھوں سے وہ خط چاک کرے ہی قاصد　　یہ ہنگامہ مرے سینہ پہ گریباں ہوکر

کیوں نہ زیر فلک طالع دشمن کو فروغ　　سخت چمکا ہے مرا داغ تہ داماں ہوکر

شدت سے خوش ہوں کہ جب ہاتھ رکھا سینے پر　　انگلیاں چھپ گئیں دل میں ترے مژگان ہوکر

اس نزاکت سے یہ ڈر ہے کہ گلے پر میرے　　تیری تلوار سے رہ جائے گریباں ہوکر

تیری حسرت مجھے لائی ہے تری محفل میں　　میں نہ نکلوں گا کبھی غیر کا احسان ہوکر

ہائے ویرانی دل بے سرو سامانی دل　　تیرے ارمان بھی چھپتے ہیں مہمان ہوکر

نو رکسکا ہے مرے دل میں کہ ہر آہ کے ساتھ　　رہ گئی برق تجلی سے نمایاں ہوکر

یاس ملنے کی محبت بھی تو ہو جاتی ہے　　کیوں کہیں جا کے ہماری شب ہجراں ہوکر

در پردہ جو مضمون اوسے ہمنے لکھا ہو
ہو کاتب اعمال کی تحریر سے باہر

آئے ہو نواب داغ ستم دیکھتے جاؤ
آتا ہے جگر نالۂ شبگیر سے باہر

حسرت ہے تری تجھ سے وفادار زیادہ
نکلی نہ دل عاشق دلگیر سے باہر

کہتے ہیں مری قبر پہ وہ پھر بھی تو دیکھیں
یہ مردہ نکالو کسی تدبیر سے باہر

اے صید فگن دل میں کھٹکتا ہے یہ پیکان
سوفار رہے سینۂ نخچیر سے باہر

اوس تیغ نگہ سے وہ ادا ہوتی ہے ظاہر
شمشیر نکل آتی ہے شمشیر سے باہر

دل ناوک مژگان تو جگر تیر نگہ سے
اس تیر سے باہر ہوں نہ اوس تیر سے باہر

نقش قدم غیر کو اوس کوچہ میں دیکھا
یہ پاؤں ہوں حلقۂ زنجیر سے باہر

اک چشمۂ حیوان ہے تو اک چشمۂ کوثر
دو قطرے ہیں آب دم شمشیر سے باہر

دلی سے تو کلکتہ میں پہونچے مگر اے داغ
کیونکر ہوں حصار فلک پیر سے باہر

۱۱

شعر ۱۲

غیر بھی میری طرح کرتے ہیں آہیں کیونکر
ہیں ابھی آنکھیں تو لٹتی ہیں نگاہیں کیونکر

قہر ہے عہد جوانی کی امنگ اور ترنگ
دل بھی مانے وہ رقیبوں کو نہ چاہیں کیونکر

نہ دلاسا نہ تسلی نہ تشفی نہ وفا
دوستی اوس بت بدخو سے نباہیں کیونکر

زیر دیوار کبھی جھانک کے تم دیکھو تو لو
ناتوان کرتے ہیں دل تھام کے آہیں کیونکر

یاد کا نام جب آتا ہے بگڑ جاتے ہو
وہ طریقہ تو بتا دو کہ ہمیں چاہیں کیونکر

جب وہ آنکھوں میں سمائی مرے دل میں آئی
بند ہوں ناصح نافہم یہ راہیں کیونکر

شرم سے آنکھ ملاتے نہیں دیکھا اونکو
پار ہوتی ہیں کلیجے کے نگاہیں کیونکر

درد مندوں سے کہیں ضبط فغان ہوتا ہے
چپکے چپکے ترے بیمار کراہیں کیونکر

یہ چلن کس نے سکھائے یہ طریقے کس نے
آگئیں جور و جفا کی تمہیں راہیں کیونکر

لالۂ دل کو جو دیکھا تو کہا گلچیں نے
سر پہ کانٹوں کی ہوں یہ سرخ کلاہیں کیونکر

غیر کی چاہ کا دم بھرتے ہو تم کیا جانو
نالے کس طرح کیا کرتے ہیں آہیں کیونکر

۷۲ — داغ وہ چاہتے ہیں غیر کو چاہے یہ بھی
جو برا چاہے ہمارا اوسے چاہیں کیونکر — شعر ۱۱

ردیف میم

محشر میں بھی کسی کے اوٹھائینگے ناز ہم
ایسے نیاز مند ہیں اے بے نیاز ہم

چاہیں پئی نشاط سلیمان سے تخت و بخت
مانگیں مسیح و خضر سے عمر دراز ہم

کیا کیا بہانے موت سے کرتے ہیں زن
تجھسے زیادہ ہجر میں ہیں حیلہ ساز ہم

دل سے موافقت ہو تو دلبر سے اتفاق
بے لاگ ہیں کسی سے نہیں لگتے ساز ہم

ہوگی فقط شریک دعا ایک بیکسی
میت پہ اپنی آپ پڑھینگے نماز ہم

انسان کی مجال یہ طاقت بشر کی ہو
تم چاہتے ہو جیسے اوٹھاتے ہیں ناز ہم

دل کا بڑی بھلی کو سمجھے لے پیامبر
کیا دخل ہیں کہ اسکے نہیں ہیں مجاز ہم

واعظ یہی نہ کہدے کہ پیدا ہی کیوں ہوئے
دنیا میں آئیں اور رہیں پاکباز ہم

اس میں بھی کوئی بھید ہے تم جانتے نہیں
کہتے ہیں ایک ایک سے کیوں تیرے راز ہم

سب سنتے ہیں کہ آپ پہ دو چار مر گئے
دلواتے ہیں رقیبوں کی اپنے نیاز ہم

۷۳ — وہ دن گئے کہ داغ تھی ہردم بتوں کی یاد
پڑھتے ہیں پانچ وقت کی اب تو نماز ہم — شعر ۹

ردیف نون

شب وصل بھی لب پہ آئے گئے ہیں
یہ نالے بہت منہ لگائے گئے ہیں

خدا جانے ہم کس کے پہلو میں ہونگے
عدم کو سب اپنے پرائے گئے ہیں

وہی راہ ملتی ہے چل پھر کے ہم کو
جہاں خاک میں دل ملائے گئے ہیں

مرے دل کی کیوں کر نہ ہو پائمالی
بہت اسمیں ارمان آئے گئے ہیں

گلے شکوے چھوٹے بھی تھے کس مزے کے
بہم الزام دانستہ کھائے گئے ہیں

نگہ کو جگر زلف کو دل دیا ہے
یہ دونوں ٹھکانے لگائے گئے ہیں

رہے چپ نہ ہم بھی دم عرض مطلب
وہ اک اک کے سو سو سنائے گئے ہیں

فرشتے بھی دیکھیں تو کھلجائیں آنکھیں
بشر کو وہ جلوے دکھائے گئے ہیں

۴۴

چلو حضرت داغ کی سیر دیکھیں
وہاں آج وہ بھی بلائے گئے ہیں

شعر ۱۸

بت کو بت اور خدا کو جو خدا کہتے ہیں
ہم بھی دیکھیں تو اسے دیکھ کے کیا کہتے ہیں

ہم تصور میں بھی جو بات ذرا کہتے ہیں
سب میں اڑ جاتی ہے ظالم اسے کیا کہتے ہیں

کچھ تمھارے لب اعجاز نما کہتے ہیں
پر سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا کہتے ہیں

سب مجھے شیفتہ ناز و ادا کہتے ہیں
کہو تو کہتے ہی نہیں کچھ اسے کیا کہتے ہیں

جو بھلے ہیں وہ بروں کو بھی بھلا کہتے ہیں
ہم برا سنتے ہیں اچھے نہ برا کہتے ہیں

تیرے احباب کی تاب وصال معشوق
اب کسی شے میں نہیں جسکو مزا کہتے ہیں

نالہ بیساختہ قاصد کی زبان سے نکلا
کوئی رکھتا ہے جسے تیر قضا کہتے ہیں

اوسکے ہاتھوں سے بھی لت چھوڑی ہوگی
غیر اپنی تو خبر لیں تجھے کیا کہتے ہیں

سخن شاہ و گدا ہیرے سے خالی نہ تھا
وہ دعا کرتے ہیں جسکو یہ دعا کہتے ہیں

ہیں گنہگار اگر عشق مجازی ہے گناہ
ہیں خطا وار اگر اسکو خطا کہتے ہیں

دعوی مہر وفا اون کی زباں پر آیا
اور سنیے کہ وہ میرا ہی کہا کہتے ہیں

کوئی خوبی نظر آتی نہیں تجھ میں ظالم
اے فلک میری وہ صد عیب بجا کہتے ہیں

وقت ملنے کا جو پوچھا تو کہا کہدینگے
غیر کا حال جو پوچھا تو کہا کہتے ہیں

چوٹ کھانے سے جو دل ٹوٹ گیا ہے اپنا
لوگ اسکو بھی ترا عہد وفا کہتے ہیں

نہیں ملتا کسی مضموں میں ہمارا مضمون
طرز اپنا ہے جدا سب سے جدا کہتے ہیں

کیا سنائے ہو کہ ہم قتل کرینگے تجھکو
اسکو ہم مژدۂ اندوہ ربا کہتے ہیں

شکوۂ ہجر بیاد اس شوخ نے مجھکو لکھا
جو رہے دل میں کہیں اسکو جدا کہتے ہیں

سلک ۴۵

پہلے تو داغ کی تعریف ہوا کرتی تھی
اب خدا جانے وہ کیوں اسکو برا کہتے ہیں

شعر ۱۲

اسکی شرارتیں بھی قیامت سے کم نہیں
دل تجھسے پھر کے ہے کسی صورت سے کم نہیں

اندوہ و درد و یاس و غم و رنج اپنے پاس
جو کچھ ہے وہ تمھاری عنایت سے کم نہیں

دنیا میں ان بتوں نے جلایا ہے اسقدر
دوزخ بھی میرے واسطے جنت سے کم نہیں

مژگاں نے تیرے چاک کیے عاشقوں کے دل
دست مژہ بھی پنجۂ وحشت سے کم نہیں

وہ لذت وصال سے لیتے ہیں جان و دل
بیمہر بانیاں بھی عداوت سے کم نہیں

کیا ماجرا کہوں دل امیدوار کا
اک آرزو ہزار مصیبت سے کم نہیں

یہ ناز یہ نگاہ یہ چھل بل یہ شوخیاں
کم اوس سے بھی سوا ہو قیامت سے کم نہیں

اوسکا ثواب لوٹنے والے ہمیں تو ہیں
نظارہ میکدے کا عبادت سے کم نہیں

ہر شام ہی سے وصل میں تجکو تلاش صبح
پر انتظار بھی مری حسرت سے کم نہیں

وہ اپنے ملنے سے خوش ہوں یہ بات ہی بجا اور
شکر جفا و گریہ شکایت سے کم نہیں

خون جگر بھی نہ کرونگا تمام عمر
جو رزق مل گیا مری قسمت سے کم نہیں

سلک ۴۶

تو نے دیا فروغ تو ہے داغ آفتاب
ذرہ بھی ورنہ اسکی حقیقت سے کم نہیں

شعر ۱۳

مجال کس کی ہے اے ستمگر سنائے جو تجھکو چار باتیں
بھلا کیا اعتبار تو نے ہزار منہ ہیں ہزار باتیں

رقیب کا ذکر وصل کی شب پھر اوسپہ تاکید ہے کہ سنیئے
تمھین تو اک داستان ٹھہری ہمین یہ ہین ناگوار باتین

اوٹھین نہ کیون عذر درد سر ہو جب اس طرح کا سماں ہو
غضب کیا عمر بھر کی اوسنے تمام کین ایکبار باتین

جو کیفیت دیکھنی ہو زاہد تو چلکے تو دیکھ میکدے مین
بہک بہک کر مزے مزے کی سنائینگے بادہ خوار باتین

نگاہین دشنام دے رہی ہین ادائین پیغام دے رہی ہین
کبھی نہ بھولینگے حشر تک ہم رہینگی یہ یادگار باتین

بہل ہی جائے گا دل ہمارا کہ ہجر کی شب کو رحم کھا کر
تمھاری تصویر بول اوٹھیگی کرے گی بے اختیار باتین

ہمارے سر کی قسم نہ کھاؤ قسم سے ہے ہم کو یقین نہ ہوگا
تمھارے ناپائدار وعدے تمھاری بے اعتبار باتین

مرے جنازے پہ کیون وہ آئے کہ اولٹے طعنے مجھے سنائے
کہا کئے جو زبان پہ آیا سنا کئے سوگوار باتین

فسانۂ درد و غم سنایا تو بولے وہ جھوٹ بولتا ہے
سنی ہوئی ہین بہت کہانی نہ ہمسے ایسی بگھار باتین

مزا تو اوسوقت جھوٹ سچ کا کھلے کہ ہو کون راستی پر
خدا کے آگے مرے تمھارے اگر ہون روز شمار باتین

ابھی سے ہے کچھ اوداس قاصد ابھی سے ہے بدحواس قاصد
سنبھل سنبھل کر سمجھ سمجھ کر کرے گا کیا بیقرار باتین

تمھاری تحریر مین ہے پہلو تمھاری تقریر مین ہے جادو

مخمس ۴۸	کوئی نام و نشان پوچھے تو ای قاصد بتا دینا تخلص داغ ہے اور عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں	شعر ۱۱

یہ کیا کہا کہ داغ کو پہچانتے نہیں ۔ وہ ایک ہی تو شخص ہے تم جانتے نہیں
بد عہد یوں کو آپ کی کیا جانتے نہیں ۔ کل مان جائیں گے اسے ہم مانتے نہیں
وعدہ ابھی کیا تھا ابھی کھائی تھی قسم ۔ کہتے ہو پھر کہ ہم تجھے پہچانتے نہیں
چھوٹے گی حشر تک نہ یہ مہندی لگی ہوئی ۔ تم ہاتھ میرے خون میں کیوں سانتے نہیں
مہر و وفا کا کب انھیں آتا ہے اعتبار ۔ جب تک اسے وہ خوب طرح چھانتے نہیں
سر باز و جاں نثار محبت وہ ہیں دلیر ۔ رستم بھی ہو تو کچھ اوسے گردانتے نہیں
اونکا بھی مدعا تھا مرا مدعا نہ تھا ۔ پر کیا کروں کہ وہ تو مری مانتے نہیں
تن جائینگے جو سامنے آئے گا آئینہ ۔ دیکھیں تو کسطرح وہ بھویں تانتے نہیں
نکلا ہے جو زبان سے اوس کو نباہیے ۔ ایسی وہ اپنے دل میں کبھی ٹھانتے نہیں
جب دیکھتے ہو مجھ کو چڑھاتے ہو آستین ۔ دامن عدو کے قتل پہ گردانتے نہیں

مخمس ۴۹	کیا داغ نے کہا تھا جو ایسے بگڑ گئے عاشق کی بات کا تو برا مانتے نہیں	شعر ۱۱

پردے پردے میں عتاب اچھے نہیں ۔ ایسے انداز حجاب اچھے نہیں
سیکڑوں میں ہو گئے چپ چاپ کیوں ۔ آج کچھ مست شراب اچھے نہیں
جب سوال وصل پر کرتا ہوں ضد ۔ ٹال کے دیتے ہیں جواب اچھے نہیں
والہ و شیدا کہو تم غیر کو ۔ اوسکی بابت یہ خطاب اچھے نہیں
اے فلک کیا ہے زمانے کی بساط ۔ دم بدم کے انقلاب اچھے نہیں
صورت اچھی ہے تو سیرت ہے بری ۔ ایسے معشوق [illegible] اچھے نہیں
تو بھی اوس کی زلف سا پیچاں ہو گیا ۔ اے دل ایسے پیچ و تاب اچھے نہیں

اور بیٹھے مجھ کو سمجھاتے ہیں وہ
ڈھنگ یہ خانہ خراب اچھے نہیں

کوئی بزم وعظ سے کہتا گیا
ایسے جلسے بے شراب اچھے نہیں

توبہ کر لیں ہم مئ و معشوق سے
بے مزا ہیں یہ ثواب اچھے نہیں

نمبر ۵۰ — شعر ۱۱

اک نجومی داغ سے کہتا تھا آج
آپ کے دن اے خراب اچھے نہیں

کیا کہوں تجھکو جو بے مہر و فسونگر نہ کہوں
جس کو دنیا کہے اوس بات کو کیونکر نہ کہوں

سنگدل کہنے سے تو آپ برا مان گئے
یہ جو کچھ بیٹھے ہیں اسکو بھی پتھر نہ کہوں

فائدہ کیا جو کہوں تمنے مصیبت اپنی
سامنے داور محشر کے یہ دفتر نہ کہوں

مہربانی سے کسی شخص نے پوچھا ہے مزاج
سخت مشکل ہے کہ حال دل مضطر نہ کہوں

چھیڑ کر حال عدو چھیڑ سے چپ ہو جاؤں
وہ کہیں پھر کہو میں اوسکو مکرر نہ کہوں

بات کہنے کا مزا کیا جو غلط تم سمجھو
گر یقیں ہو تو کہوں گر نہ ہو باور نہ کہوں

میری شامت ہے کہوں کیا بگڑا ہے مزاج
اوسکو بگڑا ہوا میں اپنا مقدر نہ کہوں

دل کی تاکید ہے ہر حال میں ہو پاس وفا
کیا ستم ہے کہ ستمگر کو ستمگر نہ کہوں

غیر کا حال چھپائے سے کوئی چھپتا ہے
گو کسی وجہ سے میں آپ کے منھ پر نہ کہوں

غیر کے واسطے دیدار بھی ہے داد بھی ہے
کسطرح گھر کو ترے عرصۂ محشر نہ کہوں

نمبر ۵۱ — شعر ۹

ابھی کچھ منھ سے نکالا تو کہیں جانو گے
داغ پھر مجکو نہ کہنا جو برابر نہ کہوں

پھنسی ہوئی ہے یہ گردن بتوں کے پھندوں میں
چھڑا دے کوئی ہو آشنا خدا کے بندوں میں

جو تمکو خانہ خرابی سے اب کہاں فرصت
پھنسا ہوا ہے یہ دن رات گھر کے دھندوں میں

اوسی سے ہوتے ہیں انداز بے نیازی کے
جو ہے قدیم تمھارے نیازمندوں میں

اوڑا جو لیکے خط شوق ہو گیا عنقا
وہ تیر یہ ہی کبوتر مرا پرندوں میں

نکل کے جائے کہاں دل تمہاری زلفوں سے — پھنسا ہے ایک یہ نخچیر دو کمندوں میں
خدا کا ذکر تو اوس بت کے سامنے کرنے — مگر وہ ایک ہی کافر ہے خود پسندوں میں
نکال لیتے ہیں رو رو کے ہم بھی دل کا بخار — جو بیٹھ جاتے ہیں دو چار دردمندوں میں
چڑھا دے تیرے پہ سر میرا کاٹ کر قاتل — کہ یہ شہید بھی نامی ہو سر بلندوں میں

۵۲	ہوئی ہے داغ محبت میں تھوڑی بدنامی یہ منھ دکھانے کے قابل ہے بھائی بندوں میں	شعر ۱۶

راہ پر اونکو لگا لائے تو ہیں باتوں میں — اور کھل جائینگے دو چار ملاقاتوں میں
یہ بھی تم جانتے ہو چند ملاقاتوں میں — آزمایا ہے تمہیں ہم نے کئی باتوں میں
غیر کے سر کی بلائیں جو نہیں لیں ظالم — کیا مرے قتل کو بھی جان نہیں ہاتوں میں
ابر رحمت ہی برستا نظر آیا زاہد — خاک اوڑتی کبھی دیکھی نہ خراباتوں میں
یا رب اوس چاند کے ٹکڑے کو کہاں سے لاؤں — روشنی جسکی ہو ان تاروں بھری راتوں میں
تمہیں انصاف سے اے حضرت ناصح کہدو — لطف اون باتوں میں آتا ہے کہ ان باتوں میں
دوڑ کر دست دعا ساتھ دعا کے جاتی — ہائے پیدا نہوے پاؤں مری ہاتوں میں
کیا قیامت ہے کہ اوس ارمان بھری حسرت — ایک شب جس کو نہیں ہو سویرا راتوں میں
جلوہ یار سے جب بزم میں غش آیا ہے — تو رقیبوں نے سنبھالا ہے مجھے ہاتوں میں
ایسی تقریر سنی تھی نہ کبھی شوخ و شریر — تیری آنکھوں کے بھی فتنے ہیں تری باتوں میں
عہد جمشید میں تھا لطف مے وا ابر ہوا — کب یہ معشوق تھے اور وقت کی برساتوں میں
ہم سے انکار ہوا غیر سے اقرار ہوا — فیصلہ خوب کیا آپ نے دو باتوں میں
ہفت افلاک ہیں لیکن نہیں کھلتا یہ جواب — کون سا دشمن عشاق ہے ان ساتوں میں
اور سنے اجی رندوں سے جناب واعظ — جلد لے آپ تو دو چار ہی صلواتوں میں
ہمنے دیکھا اونھیں لوگوں کو ترا دم بھرتے — جنکی شہرت تھی یہ ہرگز نہیں ان باتوں میں

کلیجون پر ہزارون تیراس چتون کے بیٹھے ہین
الٰہی کیون نہین اوٹھتی قیامت ماجرا کیا ہے
ہمارے سامنے پہلو مین وہ دشمن کے بیٹھے ہین
یہ گستاخی یہ چھیڑا چھی نہین ہے اے دل ناداں
ابھی پھر روٹھ جائین گے ابھی وہ من کے بیٹھے ہین
اثر ہے جذب الفت مین تو کھنچکر آہی جائین گے
ہمین پروا نہین ہم سے اگر وہ تنکے بیٹھے ہین
سبک ہو جائین گے گر جا ئینگے وہ بزم دشمن مین
کہ جب تک گھر مین بیٹھے ہین تو لاکھون منکے بیٹھے ہین
فسون نامہر یاد عا ہے جو سمجھا کل نہین سکتا
وہ کچھ پڑھتے ہوئے آگے مرے مدفن کے بیٹھے ہین
بہت رویا ہون مین جب سے یہ مین نے خواب دیکھا ہے
کہ آپ آنسو بہاتے سامنے دشمن کے بیٹھے ہین
کھڑے ہون زیر طوبےٰ وہ نہ دم لینے کو دم بھر بھی
جو حسرت مند تیرے سایۂ دامن کے بیٹھے ہین
تلاش منزل مقصد کی گردش اوٹھ نہین سکتی
کمر کھولے ہوئے رستے مین ہم رہزن کے بیٹھے ہین
یہ جوش گریہ تو دیکھو کہ جب فرقت مین رویا ہون
در و دیوار اک پل مین مرے مسکن کے بیٹھے ہین
نگاہ شوخ و چشم شوق مین در پردہ چھنتی ہے
کہ وہ چلمن مین نزدیک ہم چلمن کے بیٹھے ہین

یہ اوٹھنا بیٹھنا محفل میں اونکا رنگ لائے گا
قیامت بن کے اوٹھیں گے بھبوکا بنکے بیٹھے ہیں

کسی کی شامت آئے گی کسی کی جان جائے گی
کسی کی تاک میں وہ بام پر بن ٹھن کے بیٹھے ہیں

قسم دے کر اونھیں سے پوچھ لو تم رنگ ڈھنگ اوسکے
تمھاری بزم میں کچھ دوست بھی دشمن کے بیٹھے ہیں

۵۵	کوئی چھینٹا پڑے تو داغ کلکتے چلے جائیں عظیم آباد میں ہم منتظر ساون کے بیٹھے ہیں	شعر ۱۳

محبت میں آرام سب چاہتے ہیں
مگر حضرت داغ کب چاہتے ہیں

خطا کیا ہے انکی جو اس بت کو چاہا
خدا چاہتا ہے تو جب چاہتے ہیں

وہی اونکا مطلوب و محبوب ٹھہرا
بجا ہے جو اوسکی طلب چاہتے ہیں

مگر عالم یاس میں تنگ آکر
یہ سامان آفت عجب چاہتے ہیں

اجل کی دعا ہر گھڑی مانگتے ہیں
غم و درد و رنج و تعب چاہتے ہیں

نہ تفریح آسایش کی خواہش
نہ سامان عیش و طرب چاہتے ہیں

قیامت بپا ہو نزول بلا ہو
یہی آجکل روز و شب چاہتے ہیں

نہ معشوق و خمار سے انکو مطلب
نہ یہ جام بنت العنب چاہتے ہیں

نہ جنت کی حسرت نہ حوروں کی پروا
نہ کوئی خوشی کا سبب چاہتے ہیں

نرالی تمنا ہے اہل کرم سے
ستم چاہتے ہیں غضب چاہتے ہیں

سنو کوئی آگاہ راز نہاں سے
خموشی کو یہ مہر لب چاہتے ہیں

خدا انکی چاہت سے محفوظ رکھے
یہ آفت انکی [illegible] چاہتے ہیں

غم ہجر سے داغ مجبور ہو کر

اغیار نہ روکیں مجھے احباب نہ تھامیں
ہلجائے مگر دست سبو لغزش پا میں

اہ نامہ بر اوس بت کی وہی راہ گذر ہے
سجدہ کا نشان جسکے ہو نقش کف پا میں

آنکھیں تری بیمار ہوئیں شرم جفا سے
زلفیں ہیں گرفتار مرے دل کی بلا میں

اللہ اونھیں تو نظر بد سے بچانا
بن ٹھن کے وہ بیٹھے ہیں مرے اہل عزا میں

کھینچا ہے کسی ہاتھ نے کیا دامن دلکو
جب بھولکے رکھا ہے قدم راہ خدا میں

کیوں دور ہوا ہے چارہ گر آزار ہمارا
کچھ روح مسیحا تو نہیں تیری دوا میں

تھا عقدہ کشا کون کہ موجود ہیں دیکھو
ٹوٹے ہوے ناخن گرہ بند قبا میں

آنکھیں تری تلوؤں سے ملیں کشتۂ وصل
دو پھول ہیں نرگس کے بنے ہیں کف پا میں

دیتے ہو مجھے گریۂ بے صرفہ کے طعنے
تم ڈوب نجانا عرق شرم و حیا میں

فریادی فرقت ہیں بہت چاہنے والے
کیسے ہو جو آجاے اثر سبکی دعا میں

سنتے ہیں وہ عشاق کی آہیں پس دیوار
پھر یہ بھی شکایت ہے کہ گرمی ہے ہوا میں

تو دوست ہے کس طرح نہ لیں تیری بلائیں
ہم کو دیا کرتے ہیں دشمن کی بلا میں

کب یہ دل وابستہ ہوا بار رشتۂ الفت
ہان ایک گرہ اور بڑھی زلف دوتا میں

اس دام میں چھٹنا کوئی آسان ہے ظالم
تو دلمیں ہے دل زلف میں ہے زلف بلا میں

ہے بعد فنا بھی وہ تباہی کہ مری خاک
تھوڑی سی زمین پر ہے بہت سی ہے ہوا میں

کیا ہاتھ اوٹھاتے ہی نہ اوٹھیگی قیامت
بس جان لو تم فیصلہ ہے اپکی دعا میں

کہتے نہیں کچھ اور سنا کرتے ہو سب کی
تم کو تو مزا آنے لگا شرم و حیا میں

افسوس گلا کاٹ کے مر بھی نہ سکے ہم
مصروف رہے ہاتھ شب ہجر دعا میں

مطلع ۶	مجھے اوس بت مہوش کے بہت چاہنے والے انگشت نما داغ ہوا ساری بنا میں	شعر ۹

دل گیا تمنے لیا ہم کیا کریں
جانے والی چیز کا غم کیا کریں

میں نے مر کر ہجر میں پائی شفا / ایسے اچھے کا وہ ماتم کیا کریں

ایک ساغر پر ہے اپنی زندگی / رفتہ رفتہ اس سے بھی کم کیا کریں

کر چکے سب اپنی اپنی حکمتیں / دم نکلتا ہے وہ ہمدم کیا کریں

دل نے سیکھا شیوۂ بیگانگی / ایسے نامحرم کو محرم کیا کریں

معرکہ ہے آج حسن و عشق کا / دیکھیے وہ کیا کریں ہم کیا کریں

تند خو ہے کب سنے وہ دل کی بات / اور بھی برہم کو برہم کیا کریں

آئینہ ہے اور وہ ہیں دیکھیے / فیصلہ دونوں یہ باہم کیا کریں

کہتے ہیں اہل سفارش مجھ سے داغ / تیری قسمت ہی بڑی ہم کیا کریں

شعر ۱۶ ۔ ۱۶

صاف کب امتحان لیتے ہیں / وہ تو دم دے کے جان لیتے ہیں

یوں ہے منظور خانہ ویرانی / مول میرا مکان لیتے ہیں

تم تغافل کرو رقیبوں سے / جاننے والے جان لیتے ہیں

پھر نہ آنا اگر کوئی بھیجے / نامہ بر سے زبان لیتے ہیں

اب بھی گر پڑ کے ضعف سے نالے / ساتواں آسمان لیتے ہیں

تیرے خنجر سے بھی تو اے قاتل / نوک کی نوجوان لیتے ہیں

اپنے بسمل کا سر ہے زانو پر / کس محبت سے جان لیتے ہیں

یہ سنا ہے مرے لیے تلوار / اک مرے مہربان لیتے ہیں

یہ نہ کہہ سے تیرے منہ میں خاک / اس میں تیری زبان لیتے ہیں

کون جاتا ہے اس گلی میں جسے / دور سے پاسبان لیتے ہیں

سر گذرتے ہیں ہو بڑی کہ بھلی / دل میں جو کچھ وہ ٹھان لیتے ہیں

وہ جھگڑتے ہیں جب رقیبوں سے / بیچ میں مجھ کو سان لیتے ہیں

۶۳	مٹی کی مورت اس سے تو اے داغ خوب ہے معشوق کیا جو شوخ نہو خوش گلو نہو	شعر ۱۶

ممکن نہین کہ تیری محبت کی بو نہو
کیا لطف انتظار جو تو حیلہ جو نہو
محشر مین اور اوٹھنے مرے دید و نہو
قاتل اگر نہ شوخ ہو خنجر اگر نہ تیز
خلوت مین مجکو چین نہین کسکا خوف ہی
سرخی ہی تیغ پر نہ حنا تیرے ہاتھ مین
وہ آدمی کہان ہی وہ انسان ہی کہان
دلکو مسل مسل کے ذرا ہاتھ سونگھئے
زاہد مزا تو جب ہی عذاب ثواب کا
معشوق ہجر اس سے زیادہ کوئی نہین
ایسے کہان نصیب کہ وہ بت ہو ہمکلام
دست دعا کو ملتی ہی تاثیر عرش سے
غش آنجائے دیکھ کے قاتل کو موج خون
ہی لاگ کا مزا دل بے مدعا کی ساتھ
یہ لوٹ کر کبھی نہ بنیگا کسی طرح

کافر اگر ہزار برس ہین وطین تو نہو
کس کام کا وصال اگر آرزو نہو
کہنے کی بات ہی جو کوئی گفتگو نہو
رگ رگ مین بیقرار رہا لہو نہو
اندیشہ کچھ نہو جو نظر چار سو نہو
قاتل کہین سفید عدو کا لہو نہو
جو دوست کا ہو دوست عدو کا عدو نہو
ممکن نہین کہ خون تمنا کی بو نہو
دوزخ مین بادہ کش نہون جنتی تا نہو
کیا دل لگی رہی جو تری آرزو نہو
ہم طور پر کبھی جائین تو کچھ گفتگو نہو
جو ہاتھ سے سیا نہون تو وہ جستجو نہو
نازک مزاج کا کہین ملکا لہو نہو
تم کیا کرو کسی کو اگر آرزو نہو
نہ ایک شکست تو نہ شکستہ سبو نہو

۶۴	اے داغ آکے پھر گئے وہ اسکو کیا کرین پوری جو نامراد تری آرزو نہو	شعر ۱۸

موت اوسکو جو تجھے ستم ایجاد نہو
زلف وہ دام کہ جس دام سے آزاد نہو

مین تو مر جاؤن اگر لذت بیداد نہو
آنکھ وہ چور کہ جس چور کی فریاد نہو

بات کا زخم ہی تلوار کے زخموں سے سوا
کیجیے قتل مگر منہ سے کچھ ارشاد نہو

غیر کا خون بہانا مری تربت پہ ضرور
آبرو دار کی مٹی کہیں برباد نہو

ہائے وہ دل وہ کلیجہ میں کہاں سے لاؤں
وصل میں شاد نہو ہجر میں ناشاد نہو

جور کے بعد ہی اب حرف تسلی کیا
اوس سے فرمایئے جسکو وہ گھڑی یاد نہو

دیکھا ہی شام غریبی وہ مسافر ہو نہیں
جسکا گھر بار نہ ہو جس کو وطن یاد نہو

ہو یہی حسن کی شہرت تو ہمارا ذمہ
کبھی تیرے کوچے میں اک شہر جو آباد نہو

محو آرایش و زینت ہی رہے آٹھ پہر
تجھ کو اللہ کرے فرصت بیداد نہو

بدگمانی بھی محبت میں بری ہوتی ہی
وہ یقین ہو مجھے جس بات کی بنیاد نہو

حشر تک اسکی بہاریں نہ گھٹینگی زاہد
کوچۂ یار ہی یہ جنت شداد نہو

میری شامت کہ پڑھا قصۂ شیرین سینے
مجھسے وہ کہتے ہیں صاحب تمھیں فرہاد نہو

آدمی وہ ہی جو چتون کا اشارہ سمجھے
مجھ کو معلوم ہوا منہ سے کچھ ارشاد نہو

ہر گھڑی دل کی تباہی یہ تعجب کیا خوب
آپ برباد کریں جسکو وہ برباد نہو

اے وہ دشنام ہی خلعت و عزت نہ سہی
جو عطا غیر کو ہو وہ مجھے امداد نہو

اوٹھ سکیں اس نگہ ناز کی چوٹیں کس سے
رو برو تیرے جو آئینہ فولاد نہو

تم سلامت رہو تو غیر کے ہمسائے میں
آشیانہ وہ ہو اپنا کبھی آباد نہو

لا کھ گھاتیں ہیں ابھی دل کے پھنسا لینے کی
ہمیں صیاد ہوں اسکے جو وہ صیاد نہو

۱۵

کرتے ہیں وہ الٰہی کہ دعا دیتے ہیں
داغ کو دیکھ کے کہتے ہیں یہ ناشاد نہو

شعر ۱۴

تم کو چاہا تو خطا کیا ہی بتا دو مجھکو
دوسرا کوئی تو اپنا سا دکھا دو مجھکو

کون ہوتا ہی کڑی بات کا سننے والا
گالیاں تم کو سکھا دیں یہ دعا دو مجھکو

دل مرا ہاتھ میں لیتے ہی الگ پھینک دیا
مال ایسا نہیں لاؤ اوٹھا دو مجھکو

باغ فردوس میں بھی بوئے چمن یاد رہے
عطر مٹی کا دم مرگ سنگھا دو مجھ کو

غیر کو دست حنائی نہ دکھاؤ دیکھو
گر لگانی ہے بو نہیں آگ لگا دو مجھ کو

ہم کو تو حشر کے دن لاکھ میں پہچان لیا
میں بھلا کون ہوں میرا تو بتا دو مجھ کو

وہ جو سوئے بھی شب وعدہ یہ کہکر سوئے
جب وہ آئے تو اوسی وقت جگا دو مجھ کو

اب خدا چاہے تو میں تمکو جگا ہوں ہرگز
پھر یہ تقصیر ہو مجھ سے تو سزا دو مجھ کو

زہر بھی وہ نہیں دیتے مری قسمت دیکھو
چھوٹے منہ بھی جو کہوں پان لگا دو مجھ کو

دل میں سو شکوۂ غم پوچھنے والا ایسا
کیا کہوں حشر کے دن یہ تو بتا دو مجھ کو

مجکو ملتا ہی نہیں مہر و محبت کا نشان
تمنے دیکھا ہو کہیں تو بتا دو مجھ کو

ہمدموں روتے ہیں کہ جاؤنگا حالت دلکی
دو گھڑی کے لیے دیوانہ بنا دو مجھ کو

بیمروت دل بیتاب سے ہو جاتا ہے
شیوۂ خاص تم اپنا ہی سکھا دو مجھ کو

تم بھی راضی ہو تمھاری بھی خوشی ہے کہ نہیں
جیتے جی داغ یہ کہتا ہے مٹا دو مجھ کو

۶۶ — شعر ۱۴

کیوں میری آہ سرد انھیں ناگوار ہو
یہ وہ ہوا نہیں جو کلیجے کے پار ہو

یوں میرے ساتھ دفن دل بیقرار ہو
چھوٹا سا اک مزار کے اندر مزار ہو

وعدے سے پیشتر یہ دعا مانگ لیجیے
یارب میری قسم کا اوسے اعتبار ہو

ہم آدمی ہیں کام کی اے ناصح شفیق
دیکھو ہمارے کام جہاں اختیار ہو

دون اپنے دلکو رنج یہ شرط وفا نہیں
اس سے اگر پھریں تو انھیں کیا اعتبار ہو

تمکو تو شوخیوں سے نہیں چین رات دن
میں جانتا ہوں میرے لیے بیقرار ہو

تیرے غضب سے رتبہ قیامت کو کونسا
یہ لاکھ بار ہو وہ اگر ایک بار ہو

آسودگان خاک سے قاتل کو لاگ ہے
اے سونے والو جاگ اوٹھو ہوشیار ہو

اترا رہے ہیں حشر کو وہ تیرے لطف پر
ایسا غضب نہ اے مرے پروردگار ہو

ایسے کو تو خدا کی قسم چھوڑنا ہی کفر
تجھ سا حسین ہو اور نہ دل بیقرار ہو
ناصح کی گفتگو سے ہوئیں بدگمانیاں
ایسا نہ ہو رقیب کا در پردہ یار ہو
کرتا ہو آپ سے شکوہ فرقت یہ ہی لحاظ
تصویر یار بھی نہ کہیں شرمسار ہو
جھپکی جو آنکھ ہجر کی شب آئی یہ ندا
اے ننگ عشق مر نہ گیا ہوشیار ہو

۹۷ — یہ داغ پارسائی کی شہرت ہی اندنوں
لاکھوں میں ہو نہ ہو وہی پرہیز گار — شعر

کل تک تو آشنا تھے مگر آج غیر ہو
دو دن میں یہ مزاج ہی آگے کو خیر ہو
مر جائیں دونوں خوف عقوبت تو سیر ہو
تم ہو تمھارا گھر ہو تو ہم ہوں نہ غیر ہو
چاہیں اگر وہ کار دو دیدار میں سلوک
تبخانہ میں ہو کعبہ تو کعبے میں دیر ہو
کیوں دعوی رقیب سراپا نہ ہو غلط
جب اوسکی بات کا کوئی سر ہو نہ پیر ہو
کیا وصال کسکی تسلی کہاں کا لطف
کچھ ہو نہ ہو بلا سے مرے دل کی خیر ہو
دیکھیں تو یہ خاک دل تلخ کام کی
دینا یہ زہر اوسکو ہیں جس سے بیر ہو

۹۸ — دلی میں پھولوالوں کا میلہ پھر آکے داغ
بن ٹھن کے آئے وہ تو قیامت کی سیر ہو — شعر

آئینہ اپنی نظر سے نہ جدا ہونے دو
کوئی دم اور بھی آپس میں صفا ہونے دو
کم نگاہی میں اشارا ہی اشارے میں حیا
یا نہ ہونے دو مجھے چین سے یا ہونے دو
ہاتھ پاؤں سے ہوئے شیار کے ساتھ آ کے گئے
ہم دکھا دینگے مزا روز جزا ہونے دو
ہم بھی دیکھیں تو کہاں تک نہ توجہ ہو گی
کوئی دن تذکرہ اہل وفا ہونے دو
آنکھ ملتے ہی کہوں خاک حقیقت دل کی
دیکھ کر جلوہ مرے ہوش بجا ہونے دو
تم دل آزار سے رشک مسیحا کب سے
کم نہ ہونے دو مرا درد سوا ہونے دو
میری آنکھوں پہ مرے سینہ پہ تم رکھو ہاتھ
حرف مطلب کسی صورت سے ادا ہونے دو

کیا نہ آئیگا اوسے خوف مرے قتل کے بعد
دست قاتل کو ذرا دست دعا ہونے دو

لطف سمجھو تو رقیبوں سے بڑھا دو مجھکو
سیر دیکھو تو کوئی فتنہ بپا ہونے دو

۶۹ — شعر ۹

جب سُنا داغ کوئی دم میں فنا ہوتا ہی
اوس ستمگر نے اشارے سے کہا ہونے دو

ہی غضب بوسہ مجھے کہا کی قسم ایک نہ دو
پھر تغافل سے ہزاروں ہوں ستم ایک نہ دو

پائمالوں کی تری راہ میں گنتی کیا ہے
سیکڑوں آ گئے سر زیر قدم ایک نہ دو

چرخ سا اور سخی کون ہے دینے والا
تجکو دنیا میں دئے داغ الم ایک نہ دو

ہاتھ کیوں کھینچ لیا ایک ہی ساغر دیکر
دو تو دو سو جو نہ دو اوس سے تو کم ایک نہ دو

وہ اشاروں ہی سے اقرار کریں دو دن کا
ایسے بھولے نہیں سمجھینگے جو ہم ایک نہ دو

ہم نے کعبے میں بھی لاکھوں کی یہ صورت دیکھی
کرتے ہیں ہائے صنم ہائے صنم ایک نہ دو

میری تقدیر بکثرت مجھے دلوائے گی
دل ہمارا جو کہے گا اسے غم ایک نہ دو

مجکو دو دل ہوں عطا روز ازل کہتا تھا
رنج کھانے کو اوٹھانے کو ستم ایک نہ دو

[illegible] — شعر

داغ دلی تھی کسی وقت میں یا جنت تھی
سیکڑوں گھر تھے وہاں رشک ارم ایک نہ دو

کہتے ہیں جسکو حور وہ انسان تمھیں تو ہو
جاتی ہے جسپہ جان مری جان تمھیں تو ہو

مطلب کی کہہ رہے ہیں وہ دانا ہمیں تو ہیں
مطلب کی پوچھتے ہو وہ نادان تمھیں تو ہو

آتا ہے بعد ظلم تمھیں کو تو رحم بھی
اپنے کیے سے دل میں پشیمان تمھیں تو ہو

پچھتاؤگے بہت مرے دلکو اوجاڑ کر
اس گھر میں اور کون ہے مہمان تمھیں تو ہو

اک روز رنگ لائیگی یہ مہربانیاں
ہم جانتے تھے جان کے خواہان تمھیں تو ہو

دلدار و دلفریب و دل آزار دلستان
لاکھوں میں ہم کہیں گے کہ ہاں ہاں تمھیں تو ہو

کرتے ہو داغ دور سے بتخانے کو سلام

اپنی طرح کے ایک مسلمان تمھیں تو ہو

نکلی فلک سے کب کسی سائل کی آرزو
پھر او سپہر آرزو بھی مرے دل کی آرزو

حسرت ہی رہ گئی نکلی نہ بسمل کی آرزو
پوری کرے خدا مرے قاتل کی آرزو

حوروں سے کیا غرض تھی عبث بدگمان ہو
جنت میں لے گئی تری محفل کی آرزو

یوں آہ نارسا کو تمنا ہے عرش کی
جیسے کسی غریب کو منزل کی آرزو

یہ نا امید زیست وہ مشتاق رقص ہے
بسمل کی یاس دیکھیے قاتل کی آرزو

آئینہ دیکھ کر تمھیں مشتاق کیا ہوئی
کہتے سوال ہے یہ مقابل کی آرزو

سب میں کا تو شوق زمانے پہ آشکار
کیا جانے کوئی صاحب محمل کی آرزو

دنیا مرے لئے تنگ ہے محشر ہو یا نہ تنگ
عاشق کہاں نکال سکے دل کی آرزو

دل ہر طرف رہا نگراں کشتی عشق میں
اس ڈوبتے کو رہ گئی ساحل کی آرزو

اوچھی پڑی یہ تیغ کہ قاتل ہے نازنین
بسمل کے ساتھ جائیگی بسمل کی آرزو

پہچان تو فقیر کی صورت سوال ہے
تخم جان لو یہ ہے سائل کی آرزو

یوسف نے دیکھ کر تری تصویر یہ کہا
کیوں ہو نہ ایسی شکل و شمائل کی آرزو

شعر ۱۵

رہتا کمال عشق کا حاصل نہیں ہوا
اے داغ کو ہی مرشد کامل کی آرزو

ردیف یای تحتانی

شب وصل ضد میں بسر ہو گئی
نہیں ہوتے ہوتے سحر ہو گئی

نگہ غیر پر سے اثر ہو گئی
تمھاری نظر کو نظر ہو گئی

کسک دل میں پھر چارہ گر ہو گئی
جو تسکین پچھلے دو پہر ہو گئی

لگاتے ہیں دل وہ سماں ہی نہیں
ادھر ہو گئی یا ادھر ہو گئی

جواب اونکی جانب سے دینے لگا
یہ جرأت تجھے نامہ بر ہو گئی

برے حال سے یا بھلے حال سے
تمہیں کیا ہماری بسر ہو گئی

میسر ہیں خواب راحت کہاں
ذرا آنکھ جھپکی سحر ہو گئی

جفا پر وفا تو کروں سوچ لو
تمہیں تجھسے الفت اگر ہو گئی

نگاہ ستم میں کچھ ایسا اثر ہو
کہ پھر تو پھر انکی نظر ہو گئی

تسلی مجھے دے کے جاتے تو ہو
مبادا جو نوع دگر ہو گئی

کہیں عشق سے بھی ہے کاہیدگی
ہونے کے قابل کمر ہو گئی

شب وصل ایسی کھلی چاندنی
وہ گھبرا کے بولے سحر ہو گئی

کبھی زندگی بھر کی شبا رات
مری روح بیجا سفر ہو گئی

کہو کیا کرو گے مرے وصل کی
جو مشہور جھوٹی خبر ہو گئی

شعر ۱۱

غم ہجر سے داغ تجھکو نجات
نہیں تھا نہ ہو گی مگر ہو گئی

اوس سے کیا خاک تسکین بنی
بات بگڑی ہوئی نہیں بنی

وہ بنے انکے لئے الفت میں
دم پہ جو وقت دل ایسی بنی

آدمی سب فرشتے بن جاتے
آسمان پر اگر زمین بنی

میری صورت بنی تو خاک بنی
قسمت اوس صورت آفرین بنی

دعوے کرتے ہو کیا وہ آ جانے
رات بھر زلف عنبرین بنی

کاش سنتا نہ کوئی شور فغان
دل کی جا چشم سرمگین بنی

تو نے ایسے بگاڑ ڈالے ہیں
ایک کی ایک سے نہیں بنی

نہ چھپی جو حسن کی تقدیر
کیوں تری چاندنی جبین بنی

پارہ جیب سے مرے اے کاش
دست وحشت کی آستین بنی

بزم دنیا بھی قابل جنت		خوب بنتی اگر ہمین بنتی	
۴۷	طبع نازک کا لطف بھی اے داغ نازنینون مین نازنین بنتی		شعر ۱۱

ملاتے ہو اوسی کو خاک مین جو دل سے ملتا ہی
مری جان چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہی

کہین ہی عید کی شادی کہین ماتم ہی مقتل مین
کوئی قاتل سے ملتا ہی کوئی بسمل سے ملتا ہی

پس پردہ بھی لیلیٰ ہاتھ رکھ لیتی ہی آنکھون پر
غبار ناتوان قیس جب محمل سے ملتا ہی

بھرے ہین تجھ مین وہ لاکھون ہنر اے مجمع خوبی
ملاقاتی ترا گویا بھری محفل سے ملتا ہی

تجھے آتا ہی کیا کیا رشک وقت ذبح اس سے بھی
گلا جب دم لپٹ کر خنجر قاتل سے ملتا ہی

بظاہر با ادب یون حضرت ناصح سے ملتا ہون
مرید خاص جیسے مرشد کامل سے ملتا ہی

مثال گنج قارون اہل حاجت سے نہین چھپتا
جو ہوتا ہی سخی خود ڈھونڈ کر سائل سے ملتا ہی

جواب اس بات کا اوس شوخ کو کیا دے سکے کوئی
جو دل لیکر کہے کمبخت تو کس دل سے ملتا ہی

چھپائے سے کوئی چھپتی ہی اپنے دل کی بیتابی
کہ ہر تار نفس اپنا رگ بسمل سے ملتا ہے

عدم کی جو حقیقت ہی وہ پوچھو اہل ہستی سے
مسافر کو تو منزل کا پتا منزل سے ملتا ہی

۴۵	غضب ہے داغ کے دل سے تمھارا دل نہین ملتا تمھارا چاند سا چہرہ مہ کامل سے ملتا ہی	شعر ۹

اوسکے در تک کسے رسائی ہے
وہ ہی جائے گا جسکی آئی ہے

بات اک میرے دل مین آئی ہے
اگر کہون تو ابھی لڑائی ہے

قتل کرتی ہے گفتگو اونکی
بات مین بات کی صفائی ہے

دوسری جان ہے تری الفت
ایک کھوئی ہی ایک پائی ہے

بھر دیا زخم مین نمک اوسنے
یہ دعا گو کی منھ بھرائی ہے

سچ ہی بے عیب ہی خدا کی ذات
تجھ مین کیا جانے کیا برائی ہے

اخفائے راز عشق کی عادت بھی ہے بُری
ایسی غمِ فراق میں صورت بدل گئی
دیوانگی میں بھی نگئیں اپنی شوخیاں
دشمن بنائے ہیں مری قسمت نے سیکڑوں
اے ناصحِ شفیق رہے کچھ تو چھیڑ چھاڑ
جو دیکھتا ہے اوسکو مجھے دیکھتا نہیں
مانند شوق منتقل ہوا صورت نگاہ
کہتا ہے مرتے دم بھی مجھے اب شفا ہوئی
ہمکو جلا جلا کے جہنم میں جائے گا
کلکتے میں ہی شیخ نمائش کے کام کا

ہمنے ہمیشہ حال چھپایا طبیب سے
جھک جھک کے دیکھتے ہیں وہ مجھکو قریب سے
گلشن میں پھول مانگتے ہیں عندلیب سے
جاتا ہے جو تجھکو تعلق تیرے نصیب سے
ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے
دنیا میں کون آنکھ ملائے غریب سے
اکثر نکل گئے ہیں وہ میرے قریب سے
پالا پڑا مریض کو جھوٹے طبیب سے
ناراض ہے خدا ابھی ہمارے رقیب سے
اس شان سے عجیب و لباس غریب سے

۴۸

پوچھو جناب داغؔ کی ہمت شعرا میں
کیا سر جھکا کے بیٹھے ہیں حضرت غریب سے

شعر ۱۶

در دو شکر دل میں آنا کوئی تمسے سیکھ جائے
ہر سخن پر روٹھ جانا کوئی تمسے سیکھ جائے
وصل کی شب چشم خواب آلودہ کو ملتے اوٹھے
کوئی سیکھے خاکساری کی روش تو ہم سکھائیں
آتے جاتے راستے دیکھے ہیں ہزاروں خوش خرام
دیکھکر آئینہ اترا کے ہم بھی کوئی ہیں
اک نگاہ لطف پر لاکھوں دعائیں ملتی ہیں
جان سے ارادے تمہارا جان پایا ہے
فیلسوفی آدمی ہو تمکو زمانہ کیا سکھائے

جان عاشق ہوکے جانا کوئی تمسے سیکھ جائے
روٹھ کر پھر مسکرانا کوئی تمسے سیکھ جائے
سوتے فتنے کو جگانا کوئی تمسے سیکھ جائے
خاک میں دلکو ملانا کوئی تمسے سیکھ جائے
دل میں آنا اور سے جانا کوئی تمسے سیکھ جائے
اپنی نظروں میں سمانا کوئی تمسے سیکھ جائے
عمر کا اپنی بڑھانا کوئی تمسے سیکھ جائے
بیکسی میں کام آنا کوئی تمسے سیکھ جائے
بالکل ہو کیسا ہی دانا کوئی تمسے سیکھ جائے

جانتے ہو بات ہر غماز کی آپ حدیث
جھوٹ پر ایمان لانا کوئی تم سے سیکھ جائے

کیا سکھا بیگا زمانہ تمکو فلک طرز جفا
اب تمھارا ہی زمانہ کوئی تم سے سیکھ جائے

ہے تغافل میں بھی زیر دیدہ نظریں تاک جھانک
چور کو رستہ بتانا کوئی تم سے سیکھ جائے

ہر گنہ سے توبہ کر لے جب جوانی ہو چکی
زاہدا جنت میں جانا کوئی تم سے سیکھ جائے

وہ کیا وعدہ کہ میں فرط خوشی سے رو دیا
ایسے ہنستے کو رولانا کوئی تم سے سیکھ جائے

غیر کو اپنا بنا لیتے ہیں ہمتو وقت پر
دوست کو دشمن بنانا کوئی تم سے سیکھ جائے

۹ے

محو بیخود ہو نہیں کچھ دین و دنیا کی خبر
داغ ایسا دل لگانا کوئی تم سے سیکھ جائے

شعر ۱۶

دیکھا تو شور حسن میں چرچا ہی اور ہے
اوسکی ہوا ہی اور وہ دنیا ہی اور ہے

تجھکو رولا کے بیکسی سے تڑپ گئے
خود لوٹنے لگے یہ تماشا ہی اور ہے

جی چاہتا ہے جسکو وہ یارب نصیب ہو
کیا بہشت جسکو تمنا ہی اور ہے

اوس بیوفا کے ہاتھ رہا دل کا فیصلہ
زاہد سے غیر سے طے ہو یہ جھگڑا ہی اور ہے

او دیکھتے ہی غیر کو چتون بدل گئی
آنکھوں کو دیکھئے تو اشارا ہی اور ہے

آئے تو کیا اکھڑ وہ کوئی دم میں جائینگے
کم جسقدر ہوا ہی غم اوتنا ہی اور ہے

کہتے ہیں خواب میں شب وعدہ ہم آئے تھے
یہ مکر ہے فریب ہے دھوکا ہی اور ہے

دیکھے جو تیرے قد کو قیامت تو بہ کرے
سچ سچ ہی اور ہے یہ سراپا ہی اور ہے

ہم آئینہ ہی دیکھ کے حیران رہ گئے
واللہ تیرے دل میں ارادا ہی اور ہے

جب اہل حشر سن لی میری واردات
سب نے کہا سنو تو یہ جھگڑا ہی اور ہے

جو دل کی آرزو میں یہ کیفیتیں کہاں
اللہ رکھے اوسکی تمنا ہی اور ہے

کھلتے ہیں یہ کان گر قم عیسی کی دھوم ہے
مرتے ہیں جسپہ ہم وہ مسیحا ہی اور ہے

قاتل کو زیر قبر بھی دیتے رہے دعا
سر جاکے بھی بچا ہے یہ سودا ہی اور ہے

کرتا ہوں میں اُن کی جفا پر تو کہتے ہیں — یہ دل ہی اور ہے یہ کلیجا ہی اور ہے
کیسا نیاز کسکی وفا کس کی عاشقی — تم جانتے نہیں مجھے دعوا ہی اور ہے

۸۰ — اجمیر ہو کے جائینگے اے داغ ہم بہار — اب کی برس سفر کا ارادہ ہی اور ہے — شعر ۱۱

نکل جائے یہ حسرت وہ نہیں ہے — بدل جائے یہ قسمت وہ نہیں ہے
وہی تم ہو طبیعت وہ نہیں ہے — وہی صورت ہے سیرت وہ نہیں ہے
پکارا دیکھ کر میں حور کی شکل — خداوندا یہ صورت وہ نہیں ہے
تمہارا دل تو دیکھوں ہاتھ رکھ کر — وہی ہے یا محبت وہ نہیں ہے
سکھے دیتے ہیں ہم دھوکا دکھاتا — ہماری اب طبیعت وہ نہیں ہے
دکھائے بت برہمن شیخ حوریں — پلٹ جائے یہ نیت وہ نہیں ہے
ترا دل کیا ترے گھر میں بھی مجھکو — ٹھہرنے دے یہ وحشت وہ نہیں ہے
مرے مرقد پہ بولے ہاتھ مل کر — اوسکی ہے یہ تربت وہ نہیں ہے
جہاں غیبت ہیں کھٹکے ... آزاد — وہیں جنت میں رحمت وہ نہیں ہے
جو ہم سمجھے ہوئے دل میں چارہ ساز و — علاج درد فرقت وہ نہیں ہے

۸۱ — گئی محفل کی رونق داغ کے ساتھ — وہی دم تھا غنیمت وہ نہیں ہے — شعر ۱۶

مرا دین مانگ رہا ہوں قضا کے آنے کی — بڑی گھڑی تھی دل مبتلا کے آنے کی
شب وصال نہ ٹھہری حیا کے آنے کی — کہ پھر کبھی نہیں یہ رات جا کے آنے کی
تمہارے ... دن میں قیامت دکھائے گھر سکی — تمہاری عمر ہے ناز و ادا کے آنے کی
دم اخیر مجھے اسکی کیا خوشی کم ہے — کہ دیکھی چال تری مسکرا کے آنے کی
... ارے آہ کیا ہوا حاصل — کہ اور راہ کھلی ہر بلا کے آنے کی

لگائے بیٹھے ہو مہندی عبث شب وعدہ — تمہیں امید ہے رنگ حنا کے آنے کی
کرینگے صبح قیامت بھی انتظار بہت — کہ عادت آپکو ہے دن چڑھا کے آنے کی
وہ میری قبر پہ آتے ہیں خوب بن ٹھنکر — یہی تو وجہ ہے خلق خدا کے آنے کی
جواب وصل ہے کیونکر سنوں میں شادی مرگ — خوشی بھی اور خوشی دلربا کے آنے کی
وہ سادہ دل ہوں کہ تا وقت واپسیں مجکو — جمی ہوئی ہے بت بیوفا کے آنے کی
مرا خیال تو آنے دیا نہ تم نے مگر — ہوئی نہ روک دل مبتلا کے آنے کی
شب فراق ہجوم بلا سے کیا مرتا — کہ راہ بند ہوئی تھی قضا کے آنے کی
مری بلا ہے فرقتیں رات بھر ناشاد — مجھے تو عید ہے روز جزا کے آنے کی
بنا ہوں نقش بہ بالیں نقاہت سے — نہ آکے جانیکی طاقت نہ جا کے آنے کی
رہی ہے منزل مقصود ہائے تھوڑی دیر — خبر نہ تھی مجھے سیل فنا کے آنے کی

۹۳	ابھی تو کھیل ہیں سب آج شوخیاں انکی پھر آرزو میں کروگے حیا کے آنے کی	شعر ۱۵

دنیا میں کوئی لطف کرے یا جفا کرے — جب میں نہیں بلا سے مرے کچھ ہوا کرے
اس جور پر وفا نکرے یا وفا کرے — میری جگہ نصیب تو ہو تو کیا کرے
آتے ہی اونکو ہوش قیامت بپا ہوئی — آنکھیں تجھیں کیوں چرائیں کہیں نہ خدا کرے
کیوں اے ستم شعار وہ کہنا بھی یاد ہے — تجھسے دغا کرے تو خدا سے دغا کرے
لذت کو عشق کے غم جاوید چاہیے — تھوڑی سی زندگی ہے کہاں تک فنا کرے
گو وعدہ دروغ کی بھی عہد ہو گئی — امید ہی نہیں جو کوئی التجا کرے
روز جزا کہیں نہ سوال و جواب میں — کچھ گفتگو ہمارے تمہارے ہوا کرے
اس التجا کے ساتھ کہا ہمنے حال دل — جیسے اخیر وقت میں کوئی دعا کرے
دل کی طرح سے جان بجا لیگی عشق میں — پھر کچھ وفا کرے تو یہی بیوفا کرے

بیتاب زیر تیغ ہو وقت امتحان
منظور کسکو ہے جو اوٹھائے بلائے عشق
مجھکو پسند آگئی دیوانگی مری
دل نخل تن میں یک ثمر خوشگوار ہے
معشوق بے نیاز ہے عاشق کو چاہیے

دلکا غلام ہو جو تحمل ذرا کرے
جب سر پہ آپڑی تو پھر کوئی کیا کرے
تیری خوشی سے کام کوئی کچھ کیا کرے
اے کاش تیغ یار ہے یہ پھل بنا کرے
لب سے کرے جو شکوہ تو دل سے دعا کرے

٨٣	اس عشق میں کسیکا اجارا نہیں ہے داغ پروردگار جسکو یہ دولت عطا کرے	شعر ۱۲

میرے رونے پر جو رویا آدمی فہمیدہ ہے
جانتے ہیں جاگنے والے فراق یار کے
میں بھی تو دیکھوں نکلتا ہے یہ تنکا کسطرح
کیوں کہوں کیونکر کہوں کس سے کہوں کیا کیا کہوں
تو نے رکھا ہے رقیب تیرہ ترکے دلپہ ہاتھ
تیر جب بیٹھا مرے دلمیں ترازو ہو گیا
میں تو ان باتوں کا قائل ہوں مرے خط کا جواب
خاک میں اسنے ملایا مجھکو یا میں نے اسے
زہر کھا کر لگئے ہیں خاک میں عاشق بہت
خوب آتا ہے لگا لینا نگاہ یار کو
اوس ستمگر نے مرے سینے میں یہ کہا

ناصح عاقل پڑا تا گرگ باران دیدہ ہے
فتنہ روز قیامت فتنہ خوابیدہ ہے
چارہ گر کی آنکھ میں میرا تن کاہیدہ ہے
آپکی کیا بات ہے جو بات ہے سنجیدہ ہے
آج کیوں کھینچا کیا تم دست حنا مالیدہ ہے
اس سے یہ ظاہر ہوا قاتل بہت سنجیدہ ہے
جسقدر ہے مختصر ہے چیدہ ہے پیچیدہ ہے
آج میں ہوں اور یہ میرا دل تفسیدہ ہے
اونگلیاں میں دیکھ تو یا سبزہ روئیدہ ہے
ایک سے ان بن ہوئی تو دوسرا گرویدہ ہے
مر نہیں جاتا اگر آزردہ ہو رنجیدہ ہے

٨٤	پھر نظارہ چلا ہے کوچۂ قاتل میں دل داغ کس بلا کا ہے کلیجہ کس غضب کا دیدہ ہے	شعر ۱۰

پیام ہم کامیاب آئے نہ آئے
خدا جانے جواب آئے نہ آئے

ترے غمزوں کو اپنے کام سے کام — کسی کے دل کو تاب آئے نہ آئے
اوسے شرمائینگے ذکر عدو پر — یہ قسمت ہی حجاب آئے نہ آئے
تم آؤ مست بے سوار توسن ناز — قیامت ہمرکاب آئے نہ آئے
شمار اپنی خطاؤں کا بتا دوں — تمھیں شاید حساب آئے نہ آئے
نئے خنجر سے مجھکو ذبح کیجیے — پھر ایسی آب و تاب آئے نہ آئے
شب وصل عدو تیری بلا سے — کسی مضطر کو خواب آئے نہ آئے
پیوں گا آج ساقی سیر ہو کر — میسر پھر شراب آئے نہ آئے
یہ جا کر پوچھ آ تو اوسنے دربان — کہ وہ خانہ خراب آئے نہ آئے

۸۵ — نہ دیکھو داغ کا دیوان دیکھو / سمجھ میں یہ کتاب آئے نہ آئے — شعر ۱۸

بعد مُردن بھی خیال رخ قاتل ہے وہی — جس سے ہم آنکھ چراتے تھے مقابل ہے وہی
عشق کا کوئی نتیجہ نہیں جز درد و الم — لاکھ تدبیر کیا کیجیے حاصل ہے وہی
چار دن پہلے جو تقدیر میں تھا اب وہ نہیں — ہم وہی تم ہو وہی شوق وہی دل ہے وہی
خضر سے پوچھے کوئی عمر ابد کی تکلیف — زندگی نام ہے جس چیز کا قاتل ہے وہی
مر گئے خسرو و جمشید سے مسکین لاکھوں — رونق ساغر و آرایش محفل ہے وہی
مانگے جائینگے دعا ہو گی کب تک مقبول — بے پیے جو کبھی ٹلتا نہ وہ سائل ہے وہی
رشک اغیار نے کیا وہم میں ڈالا مجھکو — وہ ہیں پہلو میں پر اندیشۂ باطل ہے وہی
طپش دل تہ شمشیر تہ دیکھو دیکھو — جس سے قاتل کی بھی تڑپ جائے بسمل ہے وہی
دیکھ کر مجمع اغیار یہ اوسنے پوچھا — ہم جہاں رہتے تھے وہ رات یہ محفل ہے وہی
کام دنیا میں نکلتا نہیں آسانی سے — جسکو ہم سہل سمجھ لیتے ہیں مشکل ہے وہی
شور اوٹھتا ہے ہر سو سے انا لیلیٰ کا — قیس گردل کو سمجھتا کہ یہ محمل ہے وہی

باری اتنا تو مرا دھیان اونھین رہتا ہی / رہے کہتے ہین مرے جور کے قابل ہی وہی

بڑھ گیا سیرون لہو اونکو جو آتے دیکھا / خود نہ پہچان سکا مین کہ مرا دل ہی وہی

نام پاتے ہین محبت مین جو مٹجاتے ہین / جسکے ہونیکا گمان بھی نہ ہے دل ہی وہی

انتظار نفس بازپسین ہے ہردم / سر منزل ہون مگر دوری منزل ہی وہی

حسرتونکی ہی تباہی سے تباہی دل مین / جس جگہہ قافلے لٹتے ہین یہ منزل ہی وہی

کیا بتونکی سی شہ حورون مین ادائین ہونگی / آدمی کے لیے جنت مین بھی مشکل ہی وہی

عدد ۸۶

جو ہے داغ سیہ مست وہ للہ لو دل پر / اس خرابات مین اک مرشد کامل ہی وہی

شعر ۱۵

میری فریاد وہ سرا نہ سنے / تم سنوائے تو خدا نہ سنے

راز اپنا کبھی کہا نہ کہے / حال میرا کبھی سنا نہ سنے

خوبرو وہ جسے زمانہ کہے / گفتگو وہ جسے زمانہ سنے

غیر بھی گر کرے مری تعریف / تو بھی ہرگز وہ بیوفا نہ سنے

کیون سنے وہ شکایت بیداد / صفت خنجر ادا نہ سنے

اس لئے ہی بپا میر کی تلاش / مجھسے میرا وہ مدعا نہ سنے

سنکے دشنام پی گئے ناصح / کان وہ ہی جو ناروا نہ سنے

پہلے گالی وہان ہی پیچھے بات / اب سنے اوسکو کوئی یا نہ سنے

دوستی کیا اسی کو کہتے ہین / آشنا کی جو آشنا نہ سنے

دیدہ و دل مین اسلیے ہی فرق / ایک کا ایک ماجرا نہ سنے

کیون نہ بنتا وہ صورت تصویر / مدعا تھا کہ مدعا نہ سنے

ہوش اوڑتے ہین دیکھکر اونکو / ایسے دیکھے پری لقا نہ سنے

سن سکے تیرے منہ سے کیا انکار / لن ترانی کی جو صدا نہ سنے

اور تو کیا تری تصویر بھی کھنچے یہ کہے
بد دعا لگ گئی کیا تیرے لب غم کی
گر یہ شب سے جو تاثیر کی امید بندھی
آپکی جسمیں ہو مرضی وہ مصیبت بہتر
جو نگاہ میں تحسین ادا ہو وہ جواب اولیٰ ہے

واقعی مجھسے ترا حسن و جمال اچھا ہے
چارہ گر مرتے ہیں بیمار کا حال اچھا ہے
سننکے تقدیر پکاری یہ خیال اچھا ہے
آپکی جسمیں خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے
جو اشارہ میں ہو پورا وہ سوال اچھا ہے

ف ۹۱

داغ تم اور پڑھو شعر ابھی جب تر ہو
کہ بیان تجھ ارباب کمال اچھا ہے

شعر ۲۱

تیرے کے نام سے پیغام وصال اچھا ہے
کبھی کہتا ہوں محبت کا مآل اچھا ہے
یہ بھی کہتے ہو کہ تحسین کیا کہتے مجھے
دل تو ہم دینگے مگر پیشتر اتنا کہدو
یہ تو بہتر ہو کہ دنیا میں ہو عقبےٰ کا خیال
یہی دولت کا مزا ہو کہ اور ٹلیں [illegible]
صلح دشمن سے بھی کرلینگے [illegible]
اک کا ثانی ابھی کہدے تمہیں ہم [illegible]
کیا وہ غارت گر دین جسمیں [illegible]
رند کہتے ہیں کہ تاعمر جسمیں نجات
اپنی تعریف سے خوش ہوتے ہو اگر جانے دو
لوگ کہتے ہیں بھلائی کا زمانہ نہ رہا
رقم شوق کی تاثیر سے ہو ڈرنا بہتر
ایسے بیمار کی افسوس دوا ہو کیونکر

تجھسے ملنے کا حسین مزا ہو وہ سوال اچھا ہے
کبھی کہتا ہوں جواب ہی یہی حال اچھا ہے
یہ بھی کہتے ہو مرا حسن و جمال اچھا ہے
سچ ہے اچھا ہے تمہارا کہ وصال اچھا ہے
کچھ تو عقبیٰ میں بھی دنیا کا خیال اچھا ہے
ہاتھ آئی ہی جو اور ٹلجائے وہ مال اچھا ہے
جسطرح سے ہو غرض رفع ملال اچھا ہے
دور سے سب کو بتاتے ہیں وہ حال اچھا ہے
ہر مسلمان کا سنتے ہیں مآل اچھا ہے
موت جس سال میں آئے وہی سال اچھا ہے
چشم بد دور ہمارا ہی جمال اچھا ہے
یہ بھی کہدیں کہ برائی کا مآل اچھا ہے
طائر نامہ رسا بے پر و بال اچھا ہے
ابھی دم بھر میں مرا ہے ابھی حال اچھا ہے

دیکھنے والوں کی حالت نہیں دیکھی جاتی
جو نہ دیکھے وہی مشتاق جمال اچھا ہے

یا دکھا دو مجھے تم یا رکھا ناخن اپنا
یا یہ کہہ دو مرے ناخن سے ہلال اچھا ہے

تم نہیں اور سہی دیکھنے ملیگا بہت
سو غزالہ ہیں موجود جمال اچھا ہے

دل میں تو خوش ہیں تسلی کو مرے کہتے ہیں
آپ مرتے نہیں آپکا حال اچھا ہے

داغ عالم میں کوئی خاک پہلے پھولیگا
برق گرتی ہے ادھی یہ جو نہال اچھا ہے

عرصہ حشر میں سب ہو گئے خوار اسکے
لوگ کہتے ہیں اشاروں سے یہ مال اچھا ہے

جیسے پوچھے کوئی دنیا میں ہے کیا شے اچھی
رنج اچھا ہے غم اچھا ہے ملال اچھا ہے

نمبر ۹۲ — شعر ۹

آپ کہتے ہیں نہیں جور سے توبہ کرتے
آپ کہتے ہیں نہیں داغ کا حال اچھا ہے

یوں چلیے راہ شوق میں جیسے ہوا چلے
ہم بیٹھ بیٹھ کر جو چلے بھی تو کیا چلے

بیٹھے اداس اٹھے پریشان خفا چلے
پوچھے تو کوئی آپ سے کیا آئے کیا چلے

آئینگی ٹوٹ ٹوٹ کے قاصد پر آفتیں
غافل ادھر ادھر بھی ذرا دیکھتا چلے

ہم ساتھ ہو لیے تو کہا اوسنے غیر سے
آتا ہے کون اس سے کہو یہ جدا چلے

بالیں سے میرے آج وہ یہ کہکے اٹھ گئے
اسپر دوا چلے نہ کسی کی دعا چلے

موسیٰ کی طرح راہ میں پوچھی نہ راہ راست
خاموش خضر ساتھ ہمارے چلا چلے

افسانۂ رقیب بھی لو بے اثر ہوا
بگڑی جو بات کہنے سے وہاں چھوڑ کیا چلے

رکھا دل و دماغ کو تو روک تھام کر
اس عمر بیوفا پہ مرا زور کیا چلے

نمبر ۹۳ — شعر ۱۳

بیٹھا ہے اعتکاف میں کیا داغ روزہ دار
اے کاش میکدہ کو یہ مرد خدا چلے

داغ اوس بزم میں مہمان کہاں جاتا ہے
تیرا اللہ نگہبان کہاں جاتا ہے

تیرا شکوہ بھی جو ہوتا ہے تو کس لطف کیساتھ
اوسنے تعریف کا عنوان کہاں جاتا ہے

وہ بھی دن یاد ہیں یہ کہہ کے بناتے تھے مجھے
آرزو ہے ترے قربان کہاں جاتا ہے

باغ فردوس میں حوروں نے بھی دل لوٹ لیا
جیتے جی تقدیر کا نقصان کہاں جاتا ہے

پاؤں سے میرے بیابان کہاں چھٹتا ہے
ہاتھ سے میرے گریبان کہاں جاتا ہے

غیر جاتا تھا وہاں بیٹھ رہا کہہ کر روکا
تجھ سے کچھ جان نہ پہچان کہاں جاتا ہے

در فردوس سے ممکن ہے کہ درباں ٹل جائے
اوس کے دروازے سے درباں کہاں جاتا ہے

ہجر کے دن کی مصیبت تو گزر جائے گی
وصل کی رات کا احسان کہاں جاتا ہے

دیکھ کر بزم سے اوٹھا تو عدو روکا مجھ کو
تو کہا اوس نے کہا مان کہاں جاتا ہے

بند کرتے ہو جو ہاتھوں سے تم آنکھیں میری
کیا کہوں میں کہ ارمان کہاں جاتا ہے

بزم سے آنکھ چرا کر جو چلا میں تو کہا
ٹھہرا و جور بیاد وسان کہاں جاتا ہے

آرزو وصل کی ہوتی ہے سو امید وصال
جان جاتی ہے پر ارمان کہاں جاتا ہے

۹۷

داغ تم نے تو بڑی دھوم سے کی تیاری
آج پیر عید کا سامان کہاں جاتا ہے

شعر ۱۸

پھر وہ سرگرم ستم نام خدا ہونے لگے
اب خدا اچھا ہے تو مطلب بھی ادا ہونے لگے

وہ نگہ ناز کی دل سے آشنا ہونے لگے
سیر تو جب ہے کہ دو دل میں فدا ہونے لگے

غیر کے شکوے پہ میرا آگیا ناکام بھی
ٹھہرو ٹھہرو تم سنبھلو کیا سے کیا ہونے لگے

اب بھی چپ کا بیٹھنا ظاہر کیا از رشک
اس روش سے سیکڑوں تیر قضا ہونے لگے

جب ہشت قسمت اوٹھائے ہیں کچھ دست دعا
ورد او شکر یا شناؤں سے جدا ہونے لگے

سخت گردش نا امیدی کا ہے منزل بعید
عاقبت تھک تھک کے نالے نارسا ہونے لگے

سلب کرلے یا الٰہی آسمان کا اختیار
حسب کی معشوق سے عہد وفا ہونے لگے

شکوہ نا آشنائی نے بڑھایا اور رشک
میری ضد سے وہ رقیبوں کے آشنا ہونے لگے

المدد ای جوش جنوں ابتدائے عشق ہے
اب سنبھالا ہم گرفتار بلا ہونے لگے

حضرت ناصح نے پیکر جے یہ اچھی چال کی
کیون قسم کھاتے ہو اب ہمکو نہین تمسے ملال
ہمنے تو پہچے نہ دیکھے جا چھے والے ترے
شکوہ کرتا تو خدا جانے وہ کیا کرتے غضب

محتسب سے جا ملے رندون کے مخبر ہو گئے
وہ کہے دیتا ہی چھوٹون تم خفا پھر ہو گئے
رفتہ رفتہ جان تجھ سب اول آخر ہو گئے
ہنے کی تعریف وہ اوٹھے مرے سر ہو گئے

عدد ۹۸ — داغ تم آئے تھے بزم عیش مین خوش خوش ابھی
کیا ہوا کس واسطے افسردہ خاطر ہو گئے — شعر ۱۵

جب نئی لالہ فام ہوتی ہے
یہ بھی طرز حرام ہوتی ہے
خوبرو وہ ہے جس کی خو اچھی
توڑتا ہے اوسی کو وہ گلچین
دل ہی دین تم رقیبون سے
صبح ہونے تو وہ چلے جاتا
کیا خوشی ہے کہ میرے پہلو نہین
حرف مطلب کہا نہین جاتا
نہین کھینچی تجھی سے تیری شبیہ
یہ سنا ہے کہ برہمن سے بھی
دم آخر تو مجھ مری سن لو
تیرا وعدہ ہے بس قیامت کا
ہجر کا دن ڈھلے تو ہم جانین
غیر جتنی برائی کرتے ہین

مجکو توبہ حرام ہوتی ہے
پیاری دنیا تمام ہوتی ہے
شمع صورت حرام ہوتی ہے
جو کلی دل کی خام ہوتی ہے
گفتگو لا کلام ہوتی ہے
شب کی نیت حرام ہوتی ہے
دعوت خاص و عام ہوتی ہے
بات اون سے مدام ہوتی ہے
تجھ سے کب ہم کلام ہوتی ہے
شیخ کی رام رام ہوتی ہے
آج حجت تمام ہوتی ہے
رات دن صبح و شام ہوتی ہے
صبح کے بعد شام ہوتی ہے
وہ ہمارے ہی نام ہوتی ہے

کہئے اے داغ کچھ نہ ہوش آیا

دم بھر مرے قابو میں طبیعت نہیں آتی
اللہ کسی وقت یہ حالت نہیں جاتی

ہے وصل کے بعد انکو گمان اور کسی کا
لو ایسی صفائی میں کدورت نہیں جاتی

وہ آکے مری قبر پہ لکھ کے گئے مصرع
کافر تجھے دنیا کی محبت نہیں جاتی

فرہاد کے مرقد سے یہ آتی ہیں صدائیں
برباد کسی شخص کی محنت نہیں جاتی

اوٹھتے ہیں جو عالم میں وہ ہنگامے ہیں فتنے
کافر تری آنکھوں کی شرارت نہیں جاتی

کیوں دختر رز کو نہ پئے شیخ سے پرہیز
کہنے کو کبھی یہ صاحب حرمت نہیں جاتی

کیا دیکھ لیا عہد سکندر میں الہی
آئینے کے منھ سے کبھی حیرت نہیں جاتی

شرما کے قسم کھا کے ابھی عہد کیا تھا
پھر ظلم کیا آپکی عادت نہیں جاتی

کہتے ہیں مجھے دیکھکے سب اہل محبت
اسطرح تو قابو سے طبیعت نہیں جاتی

غم سہتے ہیں پر لب پہ شکایت نہیں آتی
دکھ جھیلتے ہیں پر تری محبت نہیں جاتی

ہم بیاہ کے پچھتائے ہیں اور وہ نشین کو
آنکھوں سے کسی وقت وہ صورت نہیں جاتی

وہ چھوڑ دیں جفا کر کے وفا کر نہیں سکتے
اس راہ سے او اس راہ طبیعت نہیں جاتی

تقریر سے ستم سے بھی اوٹھتے ہیں وہ ہم بیٹھے ہی رہتے ہیں
کیوں شکر کیا اسکی شکایت نہیں جاتی

مقطع

اے داغ سلامت ہیں ہمارے
جو آتی ہے آفت کہ مصیبت نہیں جاتی

شعر

اوسکی چتون نظر میں پھر لی ہے
اک چھری سی جگر میں پھرتی ہے

آہ ہر دم سفر میں پھرتی ہے
یہ تلاش اثر میں پھرتی ہے

حالہ کرتا ہوں تو مری آہ اونکے
گرد بجلی اونکے گھر میں پھرتی ہے

نہ ملا بعد مرگ بھی آرام
روح اوس رہگذر میں پھرتی ہے

وہ دم رقص گردشیں اوسکی
ایک پھرکی نظر میں پھرتی ہے

نہ ملے گا وہ جستجو سے کہیں
خلق کس درد سر میں پھرتی ہے

تم تو ہو جان اک زمانے کی
جان تم پر نثار کون کرے

آفت روزگار جب تم ہو
شکوۂ روزگار کون کرے

اپنی تسبیح رہنے دے زاہد
دانہ دانہ شمار کون کرے

ہجر میں زہر کھا کے مر جاؤں
موت کا انتظار کون کرے

آنکھ ہے ترک زلف ہے صیاد
دیکھیں دل کا شکار کون کرے

غیر نے تم سے بے وفائی کی
یہ چلن اختیار کون کرے

وعدہ کرتے نہیں یہ کہتے ہیں
تجھ کو امیدوار کون کرے

۱۰۴ — داغ کی شکل دیکھ کر بولے
ایسی صورت کو پیار کون کرے — شعر ۸

بات کی جب گفتگو ہونے لگی
آپ سے تم تم سے تو ہونے لگی

چاہیے پیغامبر دونوں طرف
لطف کیا جب دو بدو ہونے لگی

میری رسوائی کی نوبت آ گئی
ان کی شہرت کو بکو ہونے لگی

ہے تری تصویر کتنی بے حجاب
ہر کسی کے روبرو ہونے لگی

غیر کے ہوتے بھلا اے شام وصل
کیوں ہمارے روبرو ہونے لگی

ناامیدی بڑھ گئی ہے اس قدر
آرزو کی آرزو ہونے لگی

اب کے مل کر دیکھیے کیا رنگ ہو
پھر ہماری جستجو ہونے لگی

۱۰۵ — داغ اترائے ہوئے پھرتے ہیں آج
شاید ان کی آبرو ہونے لگی — شعر ۸

ناروا کہیے ناسزا کہیے
کہیے کہیے مجھے برا کہیے

تجھ کو بد عہد و بے وفا کہیے
ایسے جھوٹے کو اور کیا کہیے

درد دل کا نہ کہہ سکا کہیے
جب وہ پوچھیں مزاج کیا کہیے

چھیڑ کر کہیے جو مدعا کہیے
ایک کے بعد دوسرا کہیے

آپ اب میرا منہ نہ کھلوائیں
یہ نہ کہیے کہ مدعا کہیے

وہ مجھے قتل کر کے کہتے ہیں
مانتا ہی نہ تھا یہ کیا کہیے

دل میں رکھنے کی بات ہے غم عشق
اس کو ہرگز نہ برملا کہیے

تجھکو اچھا کہا ہے کس کس نے
کہنے والوں کو خیر کیا کہیے

وہ بھی سن لینگے یہ کبھی نہ کبھی
حال دل سب سے جابجا کہیے

مجھکو کہیے برا نہ غیر کے ساتھ
جو ہو کہنا جدا جدا کہیے

انتہا عشق کی خدا جانے
دم آخر کو ابتدا کہیے

میرے مطلب سے کیا غرض مطلب
آپ اپنا تو مدعا کہیے

ایسی کشتی کا ڈوبنا اچھا
کہ جو دشمن کو ناخدا کہیے

صبر فرقت میں آ ہی جاتا ہے
پر اسے دیر آشنا کہیے

آ گئی آپ کو مسیحائی
مرنے والوں کو مرحبا کہیے

آپ کا خیر خواہ میرے سوا
ہے کوئی اور دوسرا کہیے

ہاتھ رکھ کر وہ اپنے کانوں پر
مجھ سے کہتے ہیں ماجرا کہیے

مقطع	ہوش جاتے رہے رقیبوں کے داغ کو اور باوفا کہیے	شعلہ

شکوہ نہیں کسی کی ملاقات کا مجھے
تم جانتے ہو وہم ہے جس بات کا مجھے

جانا کہ بوئے غیر سے پہچان جائیگا
باسی نہ اوسنے ہار دیا رات کا مجھے

کوئی نہیں تو دل ہی سے باتیں ہیں رات بھر
اللہ رے شوق حرف و حکایات کا مجھے

وہ دن سے اپنے گھر گئے آئی شب فراق
کھٹکا لگا ہوا تھا اسی رات کا مجھے

ملکر تمام بھید کہونگا رقیب سے
آتا ہے خوب توڑ تری گھات کا مجھے

ڈرنا کسی کا اور وہ بجلی کا کوندنا
موسم بہت پسند ہے برسات کا مجھے

تدبیر سے تو موت نہ آئی شب فراق
ہے انتظار مرگ مفاجات کا مجھے

وہ دن گئے کہ زہر بھی آب حیات تھا
ہے اب تو زہر پان ترے ہات کا مجھے

۱۰۷
آخر وہاں رقیب نے نقشہ جما لیا
اے داغ خوف تھا اسی بد ذات کا مجھے
شعر ۱۲

مرے اونکے بگڑی محفل میں ہوگی
زبان پر آئیگی جو دل میں ہوگی

نہ ہوگا کیا ہمارا کام ہوگا
نہ ہوگی کیا ادا قاتل میں ہوگی

یہی قاصد بتاتا ہے اوسکے گھر کا
ہوا کچھ اور اوس منزل میں ہوگی

جو تیرا جذب دل کامل ابھی قیس
تو پھر لیلیٰ کہاں محمل میں ہوگی

نہ کرتے دل لگی کیا جانتے تھے
ہماری جان مشکل میں ہوگی

سوال وصل پر وہ چھین لینگے
جو نقدی کیسۂ سائل میں ہوگی

چرا لیگا اوسی سے آنکھ قاتل
ذرا سی جان جس بسمل میں ہوگی

عدم کے جانے والو سنتے جاؤ
یہ آسائش نہ اوس منزل میں ہوگی

اگر عقبیٰ میں دنیا یاد آئے
تو مشکل اور اک مشکل میں ہوگی

نہیں شوخی سے خالی شرم اوسکی
قیامت پردۂ حائل میں ہوگی

وہاں چٹکی میں جب وہ تیر لینگے
یہاں اک گدگدی سی دل میں ہوگی

۱۰۸
نہ آئے داغ تو اچھا ہے ورنہ
بڑی رل چل تری محفل میں ہوگی
شعر ۱۵

گرہ جو پڑ گئی رنجش میں وہ مشکل سے نکلے گی
نہ اونکے دل سے نکلے گی نہ میرے دل سے نکلے گی

مرے زخمونکو تو سب دیکھتے ہیں سی بھی لینگے
دعائے مغفرت جس دم لب قاتل سے نکلے گی

مجھے دیکھیں تہ خنجر تو تڑپ جائیں تماشائی
بلا ہے وہ جو حسرت سینۂ بسمل سے نکلے گی

ادا تیری فغان میری بھلا کب چین دیتی ہے
جگر تھامے ہوئے خلقت تری محفل سے نکلے گی

مجھے آتا ہے تم پہ رحم میرا منھ نہ کھلواؤ
کلیجا ٹوٹ لے گی وہ دعا جو دل سے نکلے گی

کسی بدخو سے ہم کہنے لگے تھے مدعا اپنا
یہ کیا معلوم تھا آواز بھی مشکل سے نکلے گی

تغافل چاہیئے ای قیس تجھ کو ایسے موقع پہ
ابھی جھنجھلا کے لیلی پردہ محمل سے نکلے گی

نہ کرنا قتل ہم کو ورنہ حسرت داغ بن بنکر
تمہارے دل میں بیٹھے گی ہمارے دل سے نکلیگی

نہیں دشوار کچھ اپنے مکان سے لامکان جانا
وہیں پہونچائیگی جو راہ جس منزل سے نکلے گی

مری کشتی اگر چھوٹے گی دریاے محبت میں
تو سب سے پہلے بسم اللہ لب ساحل سے نکلے گی

بڑی سختی سے میری جان نکلی ہے کئی دن میں
یکایک لاش کیونکر کوچہ قاتل سے نکلے گی

چھپایا منھ اگر ہمسے تو کیا ہم مر نہ جائینگے
نگہ بجلی کی صورت پردہ حائل سے نکلے گی

ترستے ہیں قیامت کے غضب کے راتدن فقرے
نئی جب بات نکلے گی تری محفل سے نکلے گی

وہی دوزخ نہ مانگی جیسیں جنت ہونگے ای واعظ
وہاں جنت ہی جنت کیون لب سائل سے نکلے گی

شعر ۲۱	رموز عاشقی کو عاشقو تم داغ سے پوچھو کہ باریکی میں باریکی اوسی کامل سے نکلے گی	غ ۱۰۹

فغان کو لاگ ٹھہری آسمان سے
اوٹھا جاتا ہے پردہ درمیان سے

تری رنجش کھلی طرز بیان سے
نہ تھی دلمیں تو کیون نکلی زبان سے

نرالی ہر ادا سارے جہان سے
کوئی پیدا کرے تجھ سا کہان سے

گرے ہوتے اوٹھکر آستان سے
چلے آتے ہو گھبرائے کہان سے

عدو کی التجا کرنی بڑی ہے
مرا دین مانگتا ہون آسمان سے

مرے تنکون میں ہے کیا خار حسرت
الگ گرتی ہے بجلی آشیان سے

نتیجہ اونکی باتون کا یہ نکلا
کہ اپنی مدح تھی اپنی زبان سے

لگا رہتا ہے کھٹکا دونو جانب
مزا ہے دوستی کا بدگمان سے

وہ مجھ کو دیکھ کر بولے الٰہی
بچانا اس بلائے ناگہان سے

نہ کہیے دوست دشمن کو نہ کہیے
پرائے اپنے ہوتے ہین زبان سے

تمھارے در پہ ہم کیونکر نہ آتے
کہ تھی صاحب سلامت پاسبان سے

شکایت راہ الفت کی سنے کون
الگ چلتا ہون بچکر کاروان سے

ڈرے گا شور محشر سے وہ کیا خاک
تسلی جس کو ہو میری فغان سے

وہ خط لکھین مجھے جھوٹا ہی قاصد
خدا جانے اوٹھا لایا کہان سے

شب غم ہر بلا کا منتظر ہون
نگاہین لڑ رہی ہین آسمان سے

زہے جادو ہوا اوس کا وہی حال
کہ جیسے جو کہہ دیا تو نے زبان سے

یہ ہے کیا بات سنتے ہین وہ اکثر
ہمارا حال دشمن کی زبان سے

تم اپنی رہگذر سے بچتے رہنا
اوٹھیگا فتنۂ محشر یہان سے

تمھاری چشم فتان نے بھی شاگرد
بنا ڈالے ہزارون آسمان سے

رقیب بارہا چھپ کر ترے در پہ
مگر اوٹھا ہوا ہے پاسبان سے

خوشی کیا زندگی کی ہے خضر تک
مرے جاتے ہین عمر جاودان سے

نمبر ۱۱	جہان آیا دہن منزل ہوا اے داغ قدم باہر نکالا جب مکان سے	شعر ۹

ہمارے دم نکلنے مین ہی اک عالم نکلتا ہے
اگر وہ مشتاق ہین دیکھین تو کیونکر دم نکلتا ہے

کمی کیا پڑ گئی ہے چاہنے والون کی اے قاتل
کہ اب تلوار کم کھنچتی ہے خنجر کم نکلتا ہے

گلہ کیسا کہا کیا یہ کہ سکا جان بلب ہونا
جب او سنے پیار سے پوچھا تمھارا دم نکلتا ہے

نہ تجھسا آج تک دیکھا نہ تجھ سا حشر تک دیکھین
ان آنکھون سے بہت نکلا بہت عالم نکلتا ہے

کوئی کیا چل سکیگا اس خرام ناز سے بڑھ کر
قیامت کا تمھاری ٹھوکرون مین دم نکلتا ہے

گداز غم سے میری ہڈیان گھلتی ہین گل جاتی ہین
ترا ارمان تو آہ دیدۂ پر نم نکلتا ہے

تمھیں میرے مسیحا ہو تمھیں میری تمنا ہو — تمھیں پر جان جاتی ہے تمھیں پر دم نکلتا ہے
نقاب روے روشن سے رخ پرنور کا جلوہ — جو چھن چھن کر نکلتا ہے تو یہ کیا کم نکلتا ہے

شعر ۱۰	الٰہی خیر کرنا آج کوئی داغ کے گھر سے نہ بے شیون نکلتا ہے نہ بے ماتم نکلتا ہے	۱۱۱

زمانہ بہت بدگمان ہو رہا ہے — کسی شخص کا امتحان ہو رہا ہے
سُنر لی صدائیں ہیں اس شیفتگی سی — الٰہی یہ جلسہ کہاں ہو رہا ہے
بہت حسرت آتی ہے مجھ کو یہ سنکر — کسی پر کوئی مہربان ہو رہا ہے
ترے ظلم پنہان ابھی کون جانے — فقط آسمان آسمان ہو رہا ہے
ان آنکھوں نے اس رخ کا کیا بھید کھولا — کہ مضطر ہر اک رازدان ہو رہا ہے
سنو کیا خبر جشن عشرت کی قاصد — جہان ہو رہا ہے وہان ہو رہا ہے
وہ حال طبیعت جو برسون چھپایا — ہر اک شخص سے اب بیان ہو رہا ہے
کوئی اور جھٹکے آیا کوئی چھپ کے آیا — پشیمان ترا پاسبان ہو رہا ہے
کہین دو گھڑی آپ شبنم مین سوئے — رخ پر عرق درفشان ہو رہا ہے

شعر ۹	یہ بیہوشیان داغ یہ خواب غفلت خبر بھی ہے جو کچھ وہان ہو رہا ہے	۱۱۲

آج گھبرا کر وہ بولے جب سنے نالے مرے — جان کے پیچھے پڑے ہین چاہنے والے مرے
محفل دشمن سے میری بیوفائی کے لیے — جھوم کر آتا وہ تیرا بادے متوالے مرے
خار صحرا سے جنون نے تیری کیا کیا زبان — پھوٹے منھ سے کچھ بولے پاؤن کے چھالے مرے
گیسوؤن پر ہاتھ رکھ کر ناز سے کہتے ہین وہ — سامری کو بھی تو ڈس جائین یہ دو کالے مرے
حضرت ناصح تمھاری کیا بگڑتی ہے سنے — تم کوئی سانچے مین ڈھل سکتے ہو ڈھالے ہوئے
جا بسیگا یہ تیمجھو لیے جا رہا ہون طرف — میرے قاتل نے کیے ہین چار پرکالے مرے

عشق و وحشت کی کریگا کون ایسی پرورش — انکو چھوڑون کس طرح یہ پڑ گئے پالے مرے

شعر ۱۰	وہ عیادت کو نہ آئے داغ تو کچھ غم نہین اور دنیا مین بہت ہین پوچھنے والے مرے	سنہ ۱۳۱۱

کس وجہ سے لب پر مرے فریاد نہ آتی — وہ جھوٹ نہین کھائی تھی جو یاد نہ آتی

جنت مین جو حورون کو مری یاد نہ آتی — بجلی کبھی تہ خنجر بیداد نہ آتی

اے شعبدہ گر تجکو ہزارون ہنر آتے — اک طرز دل آزاری و بیداد نہ آتی

گو جان گئی عشق مین پر نام تو پایا — کہنے مین کبھی کیا محنت فرہاد نہ آتی

اس وحشت دل نے مجھے دیوانہ بنایا — ورنہ کبھی تم تک مری فریاد نہ آتی

گر باغ مین وہ خانہ برانداز نہ آتا — گھبرائی ہوئی نکہت برباد نہ آتی

قسمت سے ملا مرگ محبت کا بہانہ — کیا موت مجھے ای دل ناشاد نہ آتی

اک عمر سے ہون نغمہ سرا کنج قفس مین — اب بھی مجھے دلداری صیاد نہ آتی

مرتا مگر اس حال سے فرقت مین نہ مرتا — آتی مگر اس طرح تری یاد نہ آتی

شعر ۹	ہے فیض الٰہی مین کمی کونسی اے داغ کیون جوش پہ یہ طبع خداداد نہ آتی	سنہ ۱۳۱۱

ہائے وہ دن کہ میسر کبھی ہین رات نئی — روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

بات کرنی نہین لے لیتی ہے چٹکی دلمین — یہ تو ہے آپ کی تصویر مین اک بات نئی

دل طلب کرتے ہو مہمان بلا کر ہمکو — یہ تواضع ہے نئی ہے یہ مدارات نئی

عشق بھی کفر ہوا حضرت واعظ خاموش — آپ نے یہ تو کہی قبلہ حاجات نئی

ہون گے حوران بہشتی کے یہ انداز — آپ کی بات نئی گھات نئی گات نئی

سر اکابر کے نامہ رسان لیتا جا — گرچہ بیکار سہی بھیجیے یہ سوغات نئی

رنگ سا مئے دیکھکے ہم صاف بتا دیتے ہین — یہ پرانی ہے یہ اے پیر خرابات نئی

غیر نے کی جو بڑائی تو بھلائی ٹھہری | یہ ملی ہے عمل بد کی مکافات نئی

۱۱۵

داغ سا بھی کوئی شاعر ہے ذرا سچ کہنا
جس کے ہر شعر میں ترکیب نئی بات نئی

شعر ۱۱

کتنے بدلے ہیں گن گن کے لیے | ہم نے کیا چاہا تھا اس دن کے لیے
کچھ سزا ہے جوانی کا بناؤ | شوخیاں زیور ہیں اس سن کے لیے
چاہنے والوں سے گر مطلب نہیں | آپ پھر پیدا ہوئے کن کے لیے
فیصلہ ہو آج میرا آپ کا | یہ اٹھا رکھا ہے کس دن کے لیے
دے مجھے دُرد اے پیر مغان | چاہیے اک پاک باطن کے لیے
دل کے لینے کو ضمانت چاہیے | اور اطمینان ضامن کے لیے
میکشو اب آئی شاید فصل گل | بلبلوں نے چونچ میں تنکے لیے
ہمنشیں سے مرے کہتے ہیں وہ | چھوڑ دیں غیرونکو کیا انکے لیے
ہیں رخ نازک پہ گنتی کے نشان | کتنے بوسے تیرے گن گن کے لیے
وہ نہیں سنتے ہماری کیا کریں | مانگتے ہیں ہم دعا جن کے لیے

۱۱۶

آج کل ہیں داغ ہو گے کامیاب
کیوں مرے جاتے ہو جن کے لیے

شعر ۱۱

آئے بھی تو وہ منھ کو چھپائے مرے آگے | اس طرح سے آئے کہ نہ آئے مرے آگے
دل میں نے لگایا ہے مگر دیکھیے کیا ہو | سب چھینکتے ہیں اپنے پرائے مرے آگے
بجھتے ہوئے دیکھونگا نہ میں دلکی لگی کو | کوئی نہ کبھی شمع بجھائے مرے آگے
کیا دم کا بھروسا ہے پھر آئے کہ نہ آئے | جاتا ہو جو قاصد کو تو جائے مرے آگے
کچھ تذکرہ رنجش معشوق جو آیا | دشمن کے بھی آنسو نکل آئے مرے آگے
مانگی ہے دعا وصل کی کچھ اور نہ سمجھو | کوسا ہو اگر میں نے تو آئے مرے آگے

تم تو یہی کہتے تھے کہ یہ نام ہے میرا
لکھ کر گئی حرف اوسنے مٹائے مرے آگے

دیکھے تو کوئی قاصد جانا نکی دلیری
واپس مرے خط لا کے جلائے مرے آگے

بچھڑے ہوئے معشوق ملیں سبکو الٰہی
تنہا کوئی جنت میں نہ جائے مرے آگے

محشر میں کھلی ہے خواہش خلعت مجھے اونسے
کہتا ہوں کیا میرا نہ آئے مرے آگے

مقطع ۱۱۷ — شعر ۱۳

کچھ داغ کا مذکور جو آیا تو وہ بولے
آئے تھے برا حال بنائے مرے آگے

سب سے تم اچھے ہو تم سے مری قسمت اچھی
یہی کمبخت دکھا دیتی ہے صورت اچھی

حسن معشوق سے بھی حسن سخن ہے کمیاب
ایک ہوتی ہے ہزاروں میں طبیعت اچھی

میری تصویر بھی دیکھی تو کہا تیر اکر
یہ برا شخص ہے اسکی نہیں ہیئت اچھی

ہر طرح دلکا ضرر جان کا نقصان کیا
نہ محبت تری اچھی نہ عداوت اچھی

کس صفائی سے کیا وصل کا تو نے انکار
اس محل پر تو زبان تیری لکنت اچھی

ہجر میں کسکو بلاؤں نہ بلاؤں کس کو
موت اچھی ہے الٰہی کہ قیامت اچھی

دیکھنے والوں سے انداز کہیں چھپتے ہیں
ہمکو پردے سے نظر آتی ہے صورت اچھی

میری شامت کہ دکھائی ہے دشمن کی شبیہ
مسکرا کر یہ کہا اوسنے نہایت اچھی

جو ہو آغاز میں بہتر وہ خوشی ہے بدتر
جسکا انجام ہو اچھا وہ مصیبت اچھی

ہے سر ناز فروشی تو خریدار بہت
بیچ ڈالو ابھی ملجائیگی قیمت اچھی

عیب ہی اپنے بیان کرنے لگے آخر کار
ہو گئی اونکو برا کہنے کی عادت اچھی

تم بناؤ تو سہی مہر و محبت کے گواہ
ایسے دعوے میں تو جھوٹی بھی شہادت اچھی

مقطع ۱۱۸ — شعر ۱۲

زور و زر سے کبھی ملتا ہے اے داغ حسین ملتی ہیں
اپنے نزدیک تو ہے سب سے اطاعت اچھی

یہ جو ہے حکم مرے پاس نہ آئے کوئی
اس لیے روٹھ رہے ہیں کہ منائے کوئی

یہ نہ پوچھو کہ غم ہجر مین کیسی گذری
دل دکھانیکا اگر ہو تو دکھائے کوئی

تاک مین ہے نگہ شوق خدا خیر کرے
سامنے سے مرے بچتا ہوا جائے کوئی

ہو چکا عیش کا جلسہ تو مجھے خط بھیجا
آپ کی طرح سے مہمان بلائے کوئی

ترک بیداد کی تم داد نہ چاہو مجھسے
کرکے احسان نہ احسان جتائے کوئی

یون شب وصل ہوا لیدگی عیش نشاط
آپ اپنے مین خوشی سے نہ سمائے کوئی

حال افلاک و زمین کا جو بتایا ہے تو کیا
بات وہ ہے جو ترے دلکی بتائے کوئی

درد الفت کے مزے لیتے ہین قسمت والے
خون دل ہے نہین ہے کہ نہ کھائے کوئی

کیا وہ مے داخل عوض ہی نہین ای واعظ
مہربانی سے بلا کر جو پلائے کوئی

وعدہ وصل سے جان کے خوش ہو جاؤن
وقت رخصت بھی اگر ہاتھ ملائے کوئی

سردمہری سے زمانے کے ہوا ہے دل سرد
رکھ کر اس چیز کو کیا آگ لگائے کوئی

۱۱۹ — شعر ۱۳

آپ نے داغ کو منھ بھی نہ لگایا افسوس
اوسکو رکھا تھا کلیجے سے لگائے کوئی

ہجر کی یہ رات کیسی رات ہے
ایک مین ہون اور خدا کی ذات ہے

آپکی ہر بات مین یہ بات ہے
چال ہے فقرہ ہے دم ہے گھات ہے

حور کی خواہش یہ سنتے ہی ملے
واہ کیا نیت ہے کیا اوقات ہے

تو نے قاصد جو کہی دل کی لگی
یہ اوسی کافر کے منھ کی بات ہے

پھر خدا جانے کہان تم ہم کہان
عیش و عشرت کی یہی اک رات ہے

شکوے کے بدلے کیا شکر ستم
پھر خفا ہین کیا مزے کی بات ہے

اونکا قاصد لیچلا ہے دل مرا
تازہ فرمائش نئی سوغات ہے

شب کو جاگین بزم مین تو دن کو سوئین
رات کا دن اور دن کی رات ہے

کیون پھسل پڑتے ہین ملک حسن پر
کیا وہان برسات ہی برسات ہے

جب کہا میں نے کہ لو مرتا ہوں میں
بولے سبحان اللہ اچھی بات ہے

ضعف سا و مجھسے نہیں دست دعا
اب ہماری شرم اوسکے ہات ہے

کہتے ہیں دشنام دیکر لیں گے دل
مفت کیوں دیتے ہو کچھ خیرات ہے

۱۲۰ — داغ سے جا کر ملے تھے ہم بھی آج
آدمی خوش وضع خوش اوقات ہے — شعر ۱۸

تلاش اونکو ہی میرے رازدان کی
نئی ترکیب نکلی امتحان کی

کہاں اسے چارہ گر دل میں حرارت
یہ گرمی ہے فقط ضبط فغان کی

نہیں کچھ ہرزہ گو دیوانہ عشق
سنو تو کہہ رہا ہے یہ کہاں کی

کریگی سجدہ میت ہی ہماری
کہ مٹی دی ہے اوسنے آستان کی

شب غم آئے خواب مرگ کیونکر
یہاں دیکھی ہیں آنکھیں پاسبان کی

تمھیں سنواؤں کیونکر اوسکی باتیں
مرے دل میں ہے کیفیت زبان کی

دہن کو ہے مزہ تیرے دہن کا
زبان کو چاٹ ہے تیری زبان کی

۱۲۱ — وہ سنکر داغ کے اشعار بولے
خدا جانے یہ بولی ہے کہاں کی — شعر ۹

وہ نیم وعدہ کرکے فراموش ہو گئے
امیدوار ہوش سے بیہوش ہو گئے

تلچھٹ بھی آج حضرت زاہد نے صاف کی
بیہوش کیا ہوے کہ بلانوش ہو گئے

کافی ہے میرے قتل سے اتنا اونھیں لحاظ
دو چار دن کیواسطے روپوش ہو گئے

احباب کو جنازہ اوٹھانا بھی بار تھا
ہم خاک میں ملے وہ سبکدوش ہو گئے

بگڑا مزاج اونکا تو محفل بگڑ گئی
سامان عیش اوٹھ کے مرے ہوش ہو گئے

ماتم ہے طفل اشک کا یا دل کا سوگ ہے
کیوں مردمان دیدہ سیہ پوش ہو گئے

ہاں ہاں ٹھہر ٹھہر کے اوٹھا رخ سے تو نقاب
پیدا طبیعتوں میں بہت جوش ہو گئے

میری برائیاں تو نہ کرتا ہو مدعی | کیا غور سے کہ ہم ہمہ تن گوش ہوگئے

۱۲۲

اے داغ سب زمانہ ہی کے ذوق شوق
اک یار دل سے محو و فراموش ہوگئے

شعر ۱۶

پھرے راہ سے وہ یہاں آتے آتے | اجل مر رہی تو کہاں آتے آتے
مجھے یاد کرنے سے یہ مدعا تھا | نکل جائے دم ہچکیاں آتے آتے
نہ جانا کہ دنیا سے جاتا ہے کوئی | بہت دیر کی مہرباں آتے آتے
کلیجا مرے منہ کو آئے گا اک دن | یونہیں لب پہ آہ و فغاں آتے آتے
ابھی سن ہی کیا ہے جو بیباکیاں ہوں | انھیں آئینگی شوخیاں آتے آتے
چلے آتے ہیں دل میں ارمان لاکھوں | مکاں بھر گیا میہماں آتے آتے
نتیجہ نہ نکلا تھکے سب پیامی | وہاں جاتے جاتے یہاں آتے آتے
تمھارا ہی مشتاق دیدار ہوگا | گیا جان سے اک جواں آتے آتے
یقیں ہے کہ ہو جائے آخر کو سچی | مرے منہ میں تیری زباں آتے آتے
سنانے کے قابل جو تھی بات انکو | وہی رہ گئی درمیاں آتے آتے
تری آنکھ پھرتے ہی کیسا پھرا ہے | مری راہ پر آسماں آتے آتے
مرے آشیاں کے تو تھے چار تنکے | چمن اڑ گیا آندھیاں آتے آتے
کسی نے کچھ انکو ابھارا تو ہوتا | نہ آتے نہ آتے یہاں آتے آتے
قیامت بھی آتی تھی ہمراہ اسکے | مگر رک گئی ہم عناں آتے آتے
بنا ہے ہمیشہ یہ دل باغ و صحرا | بہار آتے آتے خزاں آتے آتے

۱۲۳

نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہدو
کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے

شعر ۲۰

مل گئی بیخودی شوق سے رخصت کیسی | ہو گئی دونوں جہاں سے مجھے فرصت کیسی

کیا کہوں اوس نے اٹھائی ہے اذیت کیسی
مرنیوالے کی رہی رات کو حالت کیسی

عشق نے دین ہیں دعائیں دم رحلت کیسی
مجھسے مل مل کے گلے روئی ہے حسرت کیسی

عکس بھی آئینہ میں جا کے بگڑ ہی کے جدا آیا
بڑھ گئی حد سے سوا اونکی نزاکت کیسی

بندہ چاہے جو خدائی کو بھی مل سکتی ہے
لوگ قسمت کو لیے پھرتے ہیں قسمت کیسی

جو معشوق کی پرسش سے نہیں دنیا میں
اپنے بندے سے خدا کو ہے محبت کیسی

حور سے بحث نہیں ہاں یہ بتا اے زاہد
لاکھ دو لاکھ میں ہو ایک وہ صورت کیسی

دوست یکرنگ جو ایسا بھی مل بیٹھے ہیں
لطف کے ساتھ گذر جاتی ہے صحبت کیسی

خواب میں بھی جو برا اوسنے کہا سب نے سنا
جلد ہوتی ہے بری بات کی شہرت کیسی

آپ ہی جور کریں آپ ہی پوچھیں مجھسے
یہ تو فرمائیے ہے آج طبیعت کیسی

اب تو دو چار ہی نالوں کا رہا تھا جھگڑا
ہار دی حضرت دل آپ نے ہمت کیسی

اسکو میں نے جو کلیجے سے لگا رکھا ہے
درد نے پائی مرے سینے میں راحت کیسی

ٹھہریے تھمیے کہ نکلتا ہے ذرا جان حزین
ہین تو رخصت ہوا آپکی رخصت کیسی

سجتے کہاں ہم انکو آئینہ تو لے کر دیکھو
اور ہوتی ہے خطا وار کی صورت کیسی

گھر یار کو میں دل میں جگہ دوں لیکن
چھپ رہو جب کوئی مہمان تو عزت کیسی

چھیڑ ہر وقت کی اچھی نہیں یہ یاد رہے
کبھی کیسی ہے کبھی اپنی طبیعت کیسی

شتر گر نکلے تو وہ لخت جگر اپنا ہے
اپنی اولاد سے ہوتی ہے محبت کیسی

دلکو سمجھائینگے بہلائینگے پھسلائینگے
بعد مرجاینگے ملجائیگی فرصت کیسی

دھمکیاں دیتے ہو تم جذبۂ دل کی اے داغ
بندہ پرور یہ محبت میں حکومت کیسی

شعر ۱۱	نظر آتا ہے یہ پردہ جو کوئی شوخ و شریر گدگداتی ہے چھلاوے داغ طبیعت کیسی	۱۳۷

ملتی نہیں فریاد سے فریاد کسی کی	ہر دم میں نے ور دست ہے یاد کسی کی

از پہر سال فکر چو شد آسمان نورد | گفتا دبیر چرخ کہ بدر کمال داغ ۱۳۰۲ھ

تاریخ آغاز طبع از فیروز شاہ خانصاحب فیروز شاگرد رشید مولف مدظلہ العالی

میرے اوستاد کا چھپا دیوان | شعر رنگین یا کھلا ہے یہ گلزار
لکھدے فیروز مصرعۂ تاریخ | چھپ گیا آج دفتر اشعار ۱۳۰۲ھ

دیگر اختتام طبع

چھپا وہ دوسرا دیوان اوستاد | بلندی پر ہیں جسکے سب مضامین
جو پوچھے کوئی سال طبع فیروز | تو کہدو گلشن اشعار رنگین ۱۳۰۲ھ

تاریخ طبع از نتائج طبع جناب محمد ظہیر حسن صاحب شوق شاگرد جناب تسلیم

مرتب کرد چون دیوان دوم | جناب داغ خورشید فصاحت
پے تاریخ طبع رد شتم شوق | بگفتا آفتاب حسن فکرت ۱۳۰۲ھ

اشتہار

ہمارے مطبع میں ہر قسم کی کتب کا ذخیرہ بغرض فروخت موجود ہے اور فی الحال یہ آفتاب داغ دوبارہ چھپ کر تیار ہے جن صاحب کو جس کتاب کی ضرورت ہو ہم سے طلب فرمائیں اور ہر قسم کی چھپائی کا کام بہت صفائی اور عمدگی سے بعجلت چھاپ دیا جاتا ہے جن حضرات کو کچھ چھپوانا ہو بذریعہ تحریر ابرت طے فرما کر چھپوا سکتے ہیں ٭

المشتہر :- قاسم علیخان مالک مطبع قاسمی محلہ سبحان نگر لکھنؤ